﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿......اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد21 | جمعۃ المبارک27؍جون 2014ء | 29؍شعبان 1435 ہجری قمری ❁ 27؍احسان 1393 ہجری شمسی | شمارہ26

دین کا فہم

حضرت معاویہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس شخص کو اللہ تعالیٰ بھلائی اور ترقی دینا چاہتا ہے اسے دین کی سمجھ بوجھ عطا فرماتا ہے۔

(بخاری کتاب العلم باب مَنۡ یُرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیۡرًا حدیث نمبر 69)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

بہت سے لوگ ہیں جو شرک اور توحید میں فرق نہیں کر سکتے۔ ایسے افعال اور اعمال اُن سے سرزد ہوتے ہیں یا وہ اس قسم کے اعتقادات رکھتے ہیں جن میں صاف طور پر شرک پایا جاتا ہے۔ مثلاً کہہ دیتے ہیں کہ اگر فلاں شخص نہ ہوتا تو ہم ہلاک ہوجاتے یا فلاں کام درست نہ ہوتا۔

ہم اسباب کے استعمال سے منع نہیں کرتے بلکہ رعایتِ اسباب بھی ضروری ہے کیونکہ انسانی بناوٹ بجائے خود اس رعایت کو چاہتی ہے۔ لیکن اسباب کا استعمال اس حد تک نہ کرے کہ اُن کو خدا کا شریک بنادے بلکہ اُن کو بطور خادم سمجھے۔

17 جنوری 1903ء کو ایک مجلس میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی گئی کہ "اَنۡتَ مِنِّیۡ وَ اَنَا مِنۡکَ" پر لوگ اعتراضات کرتے ہیں۔ اس کا کیا جواب دیا جائے؟ فرمایا:

"اَنۡتَ مِنِّیۡ تو بالکل صاف ہے اس پر کسی قسم کا اعتراض اور نکتہ چینی نہیں ہوسکتی۔ میرا ظہور محض اللہ تعالیٰ ہی کے فضل سے ہے اور اُسی سے ہے۔

دوسرا حصّہ اس الہام کا کسی قدر شرح طلب ہے۔ سو یاد رکھنا چاہیے کہ اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جیسا قرآن شریف میں بار بار اس کا ذکر ہوا ہے وحدہٗ لاشریک ہے۔ نہ اس کی ذات میں کوئی شریک ہے، نہ صفات میں، نہ افعال الٰہیہ میں۔ سچی بات یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمانِ کامل اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک انسان ہر قسم کے شرک سے پاک نہ ہو۔ توحید تب ہی پوری ہوتی ہے کہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کو کیا باعتبار ذات اور کیا باعتبار صفات کے اور افعال کے بے مثل مانے۔

نادان میرے اس الہام پر تو اعتراض کرتے ہیں اور سمجھتے نہیں کہ اس کی حقیقت کیا ہے۔ لیکن اپنی زبان سے ایک خدا کا اقرار کرنے کے باوجود بھی اللہ تعالیٰ کی صفات دوسرے کے لیے تجویز کرتے ہیں جیسے حضرت مسیح علیہ السلام کو مُحی اور مُمیت مانتے ہیں، عالم الغیب مانتے ہیں، اَلۡحَیُّ الۡقَیُّوۡم مانتے ہیں۔ کیا یہ شرک ہے یا نہیں؟ یہ خطرناک شرک ہے جس نے عیسائی قوم کو تباہ کیا ہے اور اب مسلمانوں نے اپنی بدقسمتی سے اُن کے اس قسم کے اعتقادوں کو اپنے اعتقادات میں داخل کرلیا ہے۔ پس اس قسم کے صفات جو اللہ تعالیٰ کے ہیں کسی دوسرے انسان میں خواہ وہ نبی ہو یا ولی تجویز نہ کرے اور اسی طرح خدا تعالیٰ کے افعال میں بھی کسی دوسرے کو شریک نہ کرے۔ دُنیا میں جو اسباب کا سلسلہ جاری ہے بعض لوگ اس حد تک اسباب پرست ہوجاتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں۔ توحید کی اصل حقیقت تو یہ ہے کہ شرک فی الاسباب کا شائبہ باقی نہ رہے۔ خواص الاشیاء کی نسبت کبھی یہ یقین نہ کیا جاوے کہ وہ خواص ان کے ذاتی ہیں بلکہ یہ ماننا چاہیے کہ وہ خواص بھی اللہ تعالیٰ نے اُن میں ودیعت کر رکھے ہیں۔ جیسے تُربد اسہال لاتی ہے یا سمّ الفار ہلاک کرتا ہے۔ اب یہ قوتیں اور خواص ان چیزوں کے خود بخود نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اُن میں رکھے ہوئے ہیں۔ اگر وہ نکال لے تو پھر نہ تُربد دست آور ہوسکتی ہے اور نہ سنکھیا ہلاک کرنے کی خاصیت رکھ سکتا ہے، نہ اُسے کھا کر کوئی مَر سکتا ہے۔ غرض اسباب کے سلسلہ کو حدِّ اعتدال سے نہ بڑھادے اور صفات و افعال الٰہیہ میں کسی کو شریک نہ کرے تو توحید کی حقیقت متحقق ہوگی اور اُسے موحدّ کہیں گے۔ لیکن اگر وہ صفات و افعال الٰہیہ کو کسی دوسرے کے لیے تجویز کرتا ہے تو وہ زبان سے گو کتنا ہی توحید کو ماننے کا اقرار کرے وہ موحدّ نہیں کہلا سکتا۔ ایسے موحدّ تو آریہ بھی ہیں جو اپنی زبان سے کہتے ہیں کہ ہم ایک خدا کو مانتے ہیں لیکن باوجود اس اقرار کے وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ روح اور مادہ کو خدا نے پیدا نہیں کیا۔ وہ اپنے وجود اور قیام میں اللہ تعالیٰ کے محتاج نہیں ہیں گویا اپنی ذات میں ایک مستقل وجود رکھتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر اَور کیا شرک ہوگا۔ اسی طرح پر بہت سے لوگ ہیں جو شرک اور توحید میں فرق نہیں کر سکتے۔ ایسے افعال اور اعمال اُن سے سرزد ہوتے ہیں یا وہ اس قسم کے اعتقادات رکھتے ہیں جن میں صاف طور پر شرک پایا جاتا ہے۔ مثلاً کہہ دیتے ہیں کہ اگر فلاں شخص نہ ہوتا تو ہم ہلاک ہوجاتے یا فلاں کام درست نہ ہوتا۔ پس انسان کو چاہیے کہ اسباب کے سلسلہ کو حدِّ اعتدال سے نہ بڑھاوے اور صفات و افعال الٰہیہ میں کسی کو شریک نہ کرے۔

انسان میں جو قوتیں اور ملکات اللہ تعالیٰ نے رکھے ہیں ان میں وہ حد سے نہیں بڑھ سکتے۔ مثلاً آنکھ اس نے دیکھنے کے لیے بنائی ہے اور کان سننے کے لیے، زبان بولنے اور ذائقہ کے لیے۔ اب یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ وہ کانوں سے بجائے سننے کے دیکھنے کا کام لے۔ ان اعضاء اور قویٰ کے افعال اور خواص محدود ہیں مگر اللہ تعالیٰ کے افعال اور صفات محدود نہیں ہیں اور وہ لَیۡسَ کَمِثۡلِہٖ شَیۡءٌ ہے۔ غرض یہ توحید تب ہی پوری ہوگی جب اللہ تعالیٰ کو ہر طرح سے واحد لاشریک یقین کیا جاوے اور انسان اپنی حقیقت کو ہالکۃ الذات اور باطلۃ الحقیقت سمجھ لے۔ کہ نہ مَیں اور نہ میری تدابیر اور اسباب کچھ چیز ہیں۔

اس سے ایک شبہ پیدا ہوتا ہے کہ شاید ہم استعمالِ اسباب سے منع کرتے ہیں۔ یہ صحیح نہیں ہے۔ ہم اسباب کے استعمال سے منع نہیں کرتے بلکہ رعایتِ اسباب بھی ضروری ہے کیونکہ انسانی بناوٹ بجائے خود اس رعایت کو چاہتی ہے۔ لیکن اسباب کا استعمال اس حد تک نہ کرے کہ اُن کو خدا کا شریک بنادے بلکہ اُن کو بطور خادم سمجھے۔ جیسے کسی کو بٹالہ جانا ہو تو وہ یکّہ یا ٹٹو کرایہ کرتا ہے تو اصل مقصد اس کا بٹالہ پہنچنا ہے نہ وہ ٹٹو یا یکّہ۔ پس اسباب پر کُلّی بھروسہ نہ کرے۔ یہ سمجھے کہ ان اسباب میں اللہ تعالیٰ نے کچھ تاثیریں رکھی ہیں اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہے تو وہ تاثیریں بیکار ہوجائیں اور کوئی نفع نہ دیں۔ اسی کے موافق ہے جو مجھے الہام ہوا ہے۔ رَبِّ کُلُّ شَیۡءٍ خَادِمُکَ۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 1 تا 3۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دست مبارک سے

نوئے فارن (Neufahrn) میونخ جرمنی میں 'مسجد المہدی' کا افتتاح

افتتاحی تقریب میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا صدارتی خطاب

(عابد وحید خان۔ انچارج پریس اینڈ میڈیا آفس)

(جرمنی) اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے 9/جون 2014ء کو جماعت احمدیہ مسلمہ کے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جرمنی کے شہر میونخ سے 20 کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع قصبہ نوئے فارن (Neufahrn) میں جماعتِ احمدیہ مسلمہ کی طرف سے تعمیر کی جانے والی ''مسجد المہدی'' کا افتتاح فرمایا۔

مسجد کے افتتاح کے سلسلہ میں Oskar-Maria-Graf سکول کے احاطہ میں منعقد ہونے والی خصوصی تقریب میں 260 سے زائد مہمانوں نے شرکت کی۔ ان معززین میں Neufahrn کے میئر Franz Heilmeier، Freising کے ممبر پارلیمنٹ Erich Irlstorfer اور اقوامِ متحدہ میں مذہبی آزادی کے خصوصی اتاشی پروفیسر Hiener Bielefeldt شامل تھے۔

افتتاحی تقریب سے قبل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے رسمی طور پر مسجد کا افتتاح ایک یادگاری تختی کی نقاب کشائی اور پھر خدا تعالیٰ کے حضور شکرانے کی دعا کروا کے فرمایا۔ اس موقع پر مقامی طریقہ کار کے مطابق 12/سفید فاختائیں بھی آزاد کی گئیں۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس مسجد میں نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد ایک خصوصی تقریب کا انعقاد ہوا جس میں امیر جماعت احمدیہ جرمنی نے مہمانانِ کرام کا خیر مقدم کیا۔ انہوں نے تقریب میں شامل مہمانوں کو بتایا کہ اس مسجد کے لیے جگہ کی خرید آج سے 28 سال قبل یعنی 1986ء میں کی گئی تھی۔ اس وقت سے اب تک یہ جگہ نماز سنٹر کے طور پر استعمال ہوتی رہی۔ اسے باقاعدہ مسجد بنانے کے لیے اس میں ضروری تبدیلیاں لانے کا آغاز 2013ء میں ہوا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے صدارتی خطاب میں بین المذاہب بات چیت اور ہم آہنگی پیدا کرنے کے لیے جماعتِ احمدیہ کی جدوجہد کا ذکر فرمایا۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ جماعتِ احمدیہ مختلف مذاہب کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنے کے لیے دنیا بھر میں تقاریب کا انعقاد کرتی ہے۔

اس ضمن میں حضورِ انور نے حال ہی میں جماعتِ احمدیہ کی جانب سے منعقد کی جانے والی Conference of World Religions کا ذکر فرمایا۔ اس کانفرنس کا انعقاد اسی سال فروری کے مہینہ میں Guildhall لندن میں ہوا تھا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

'اس کانفرنس میں مختلف مذاہب کے نمائندگان نے تقریب میں شامل ایک ہزار سے زائد شرکاء کے سامنے اپنے مذاہب کی تعلیمات پیش کیں۔ مجھے بھی اسلام کی تعلیمات پیش کرنے کا موقع ملا۔ اس کانفرنس کا انعقاد نہایت پرامن اور خوشگوار فضا میں ہوا۔'

حضور انور نے فرمایا: 'قرآن کریم کہتا ہے کہ دین میں کوئی جبر نہیں ہونا چاہیے اور کسی کو کسی دوسرے کے مذہب کو برا بھلا کہنے کا کوئی حق نہیں۔'

جس وقت یہ تقریب منعقد کی جارہی تھی اس وقت

حال ہی میں ہونے والی ایک احمدی ڈاکٹر مہدی علی قمر کی شہادت کا بھی ذکر فرمایا۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ ڈاکٹر مہدی علی پاکستان میں قائم ایک ہسپتال میں رضا کارانہ خدمات سرانجام دینے کے لیے خاص طور پر امریکہ سے سفر

کچھ لوگ اس مسجد کی تعمیر کے خلاف ایک احتجاجی جلوس نکال رہے تھے۔ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ احمدی مسلمان اس احتجاج اور ریلی کا جواب احتجاج سے یا ریلی نکال کر دینے کی بجائے پُرامن طریق پر 'محبت سب کے لیے، نفرت کسی سے نہیں' کا علَم بلند کر کے دیں گے۔

حضورِ انور نے فرمایا: 'اسلام نے ہمیں گالیوں کا جواب دعا کے ذریعے دینے کی تعلیم دی ہے۔ اس نے ہمیں تکلیف پہنچانے والوں سے محبت اور ہمدردی کے ساتھ

کر کے گئے تھے لیکن انہیں صرف اس لیے شہید کر دیا گیا کیونکہ وہ ایک احمدی تھے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ڈاکٹر مہدی علی شہید کا جسدِ خاکی تدفین کے لیے جب امریکہ پہنچا تو ان کے تابوت کو امریکی اور کینیڈین پرچموں میں لپیٹا گیا اور دونوں حکومتوں کے نمائندگان نے شہید کے لیے خصوصی جذبات کا اظہار کیا۔

'جب ڈاکٹر مہدی علی قمر کو شہید کیا گیا تو ہم لوگوں نے نہ تو کوئی احتجاج کیا نہ ہی ہم سڑکوں پر نکلے اور نہ ہی ہم

پیش آنا اور تکبّر کا جواب عاجزی و انکساری سے دینا سکھایا ہے۔'

اس خطاب میں حضورِ انور ایدہ اللہ نے پاکستان میں

لوگ اس وجہ سے انسانیت کی خدمت سے پیچھے ہٹنے والے ہیں۔ بلکہ ہم لوگ پہلے سے بڑھ کر ضرورتمندوں اور کمزوروں کی خدمت کے کام سرانجام دیں گے۔ دنیا میں جہاں کہیں بھی احمدی مسلمان رہتے ہیں وہ انسانیت کی خدمت کو اپنے فرائض کا حصہ شمار کرتے ہیں۔ یہی ہمارا مقصود اور یہی ہماری روِش ہے۔'

اس خطاب سے قبل تقریب میں شامل معززین نے جماعتِ احمدیہ کو اس پُر مسرّت موقع پر مبارکباد دیتے ہوئے اپنے جذبات کا اظہار کیا تھا۔

Neufahrn کے میئر Franz Heilmeier نے کہا: 'آج جبکہ ہم اس مسجد کے افتتاح کے لیے اکٹھے ہوئے ہیں یقیناً یہ ایک خاص دن ہے۔ احمدیہ مسلم کمیونٹی نے اس علاقہ کو اپنا گھر بنا لیا ہے۔ مجھے امید ہے اور میری تمنا بھی ہے کہ آپ لوگ امن و سلامتی اور باہمی ہم آہنگی کے ساتھ رہیں۔'

Neufahrn کے سابق میئر Joseph Hauner نے کہا: 'حضرت مرزا مسرور احمد امام جماعتِ احمدیہ کا Bavaria تشریف لانا یقیناً ہمارے لیے ایک بہت بڑے اعزاز کی بات ہے۔ میں ان کی تشریف آوری پر ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ برداشت اور باہمی رواداری کے پیامبر ہیں۔'

Neufahrn کے ایک اور سابق میئر Reiner Schneider نے کہا: 'آج کا دن نہ صرف جماعتِ احمدیہ بلکہ Neufahrn شہر کے دیگر لوگوں کے لیے بھی باعثِ مسرّت ہے کہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب ہمارے درمیان رونق افروز ہوئے ہیں... یہ مسجد صرف آپ لوگوں کے لیے ہی نہیں بلکہ تمام لوگوں کے لیے ہے۔'

Lower Bavaria کے ریجنل پریذیڈنٹ Heinz Grunwald نے کہا: 'میں جماعتِ احمدیہ کو گزشتہ 20 سال سے جانتا ہوں اور ان سالوں میں میرے دل میں آپ کے لیے قدر کے جذبات بڑھے ہیں اور میں آپ لوگوں کو اپنا دوست شمار کرتا ہوں۔'

Freising کے لارڈ میئر Tobias Eschenbacher نے کہا: 'جماعتِ احمدیہ ہمیشہ سے ایسی بات چیت کو فروغ دینے میں نمایاں کردار ادا کرتی رہی ہے جس کے نتیجہ میں کسی بھی قسم کی غلط فہمی کے نتیجہ میں جنم لینے والے ڈر یا خوف کے سائے چھٹ جاتے ہیں۔'

Freising کے ممبر پارلیمنٹ Erich Irlstorfer نے کہا: 'آپ کی نئی مسجد نہ صرف آپ کے لیے قابلِ فخر ہے بلکہ اس ملک کے تمام لوگوں کو اس کی تعمیر پر ناز ہے۔ مَیں ہر جگہ آپ کے لیے امن اور ترقی کے لیے دعا گو ہوں۔'

اقوامِ متحدہ میں مذہبی آزادی کے خصوصی اتاشی پروفیسر Hiener Bielefeldt نے کہا: 'جو کوئی بھی مذہبی آزادی پر یقین رکھتا ہے اسے جماعتِ احمدیہ کے بارے میں معلوم ہونا چاہیے کیونکہ ان لوگوں کو مذہب کے نام پر سب سے زیادہ مظالم کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ پاکستان میں احمدیوں کو ان کے مذہب کی وجہ سے قتل کر دیا جاتا ہے یا انہیں قید کر دیا جاتا ہے۔ پاکستان اب مرحوم ظفر اللہ خان (سابق وزیرِ خارجہ پاکستان جو احمدی مسلمان تھے) کا پاکستان نہیں رہا۔ آج ہمیں جو کچھ بھی پاکستان میں نظر آتا ہے اس کی بنیاد مذہبی شدت پسندی اور دہشت گردی ہے۔'

اس تقریب کے اختتام کے بعد Neufahrn Rifle Club کے ممبران نے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے Neufahrn تشریف لانے کے اعزاز میں شوٹنگ کا مظاہرہ پیش کیا۔

مزید معلومات کے لئے

media@pressahmadiyya.com

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 304

مکرم سامر الصباغ صاحب (3)

گزشتہ دو قسطوں میں ہم نے مکرم سامر الصباغ صاحب کے احمدیت کی طرف سفر کی داستان میں ان کی بیعت تک کا احوال لکھا تھا۔ اس قسط میں ان کے اس روحانی سفر کا باقی حصہ پیش کیا جائے گا۔

اہلیہ کی بیعت کا ایمان افروز واقعہ

مکرم سامر الصباغ صاحب بیان کرتے ہیں:

میری بیعت کے بعد میری اہلیہ نے کہا تھا کہ ہم مسلمان اور مومن ہیں اس لئے ہمیں کیا ضرورت ہے کہ کسی ایسی جماعت میں شامل ہوں جسے ہمارے معاشرے میں لوگ جانتے بھی نہیں۔ اس کے باوجود میں اس کے ساتھ مختلف طریقوں سے جماعتی عقائد کے بارہ میں بات کرتا رہا لیکن اس کا موقف نہ بدلا۔

پھر جب میرا اپنے علاقے کے احمدیوں سے رابطہ ہوا تو ایک نہایت مخلص احمدی نے مجھے نصیحت کی کہ تم اپنی بیوی کے لئے متضرعانہ دعائیں کرو کہ اللہ تعالیٰ اس کی راہِ حق کی طرف خود راہنمائی فرمائے۔ مَیں نے اس احمدی بھائی کی نصیحت پر صدقِ دل سے عمل کیا۔ کچھ عرصہ کے بعد ایک رات میری اہلیہ خلافِ معمول نیند سے جلدی جاگ گئی اور بلند آواز میں رونا شروع کر دیا۔ مَیں بھی ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔ میرے پوچھنے پر وہ سوال کا جواب دینے کی بجائے کہنے لگی کہ شعروں کی وہ کتاب لاؤ جس سے تم اکثر شعر پڑھا کرتے ہو۔ میں فوراً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قصائد والا رجسٹر اٹھا لایا۔ میری اہلیہ کہنے لگی اب اس میں سے **یَا قَلْبِیَ اذْكُرْ أَحْمَدَا** والا قصیدہ پڑھو۔ مَیں ایک عجیب کیفیت میں بآوازِ بلند خوش الحانی کے ساتھ یہ قصیدہ پڑھنے لگا۔ میں جوں جوں قصیدہ پڑھتا تھا میری اہلیہ مزید شدّت کے ساتھ روتی جاتی تھی۔ پھر جب مَیں نے باصرار پوچھا تو وہ کہنے لگی کہ میں نے ابھی خواب میں یہی قصیدہ سنا ہے اور میں بیعت کرنا چاہتی ہوں۔ یہ سنتے ہی میں تو خوشی سے ہواؤں میں اڑنے لگا۔ آج اللہ تعالیٰ نے میری تضرّعات سن لی تھیں، اور میرے اہل خانہ کو بھی میرے ساتھ امام مہدی کے سفینۂ نجات میں سوار ہونے کی توفیق عطا فرمائی تھی۔ اس خوشی کے عالم میں بھی مَیں نے اسے کہا کہ تم جماعتی عقائد کے بارہ میں پہلے کچھ سن تو لو پھر بیعت کر لینا۔ اس نے کہا کہ میں نے ابھی بیعت کرنی ہے باقی باتیں بعد میں ہوں گی، میرے لئے صداقتِ مسیح موعود علیہ السلام کی دلیل کے طور پر یہ رؤیا ہی کافی ہے۔ یوں بفضلہٖ تعالیٰ میری بیوی نے بھی بیعت کر لی۔

حفاظت الٰہی

شام کے حالات سے آج ساری دنیا آگاہ ہے۔ لیکن جو اِن حالات میں جی رہے ہیں ان کی حالتِ زار کو شاید باہر بیٹھ کر محسوس نہیں کیا جا سکتا۔ ان حالات میں مَیں حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں مستقل طور پر دعا کا خط لکھتا رہتا تھا۔ نیز آیت قرآنی: ﴿ثُمَّ نُنَجِّيْ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا كَذٰلِكَ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (یونس:104) یعنی پھر ہم اپنے رسولوں کو اور ان کو جو ایمان لائے اسی طرح نجات بخش دیتے ہیں۔ ہم پر لازم ہے کہ ہم ایمان لانے والوں کو نجات دیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام: **اِنِّیْ أُحَافِظُ كُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ**، دُہرا کر خدا تعالیٰ سے اپنی اور اپنے اہل خانہ کی حفاظت کی دعائیں کیا کرتا تھا۔ حضور انور کے خطوط میں آنے والے دعائیہ کلمات پڑھ کر دل کو تسلی ہوتی کہ اللہ تعالیٰ پیارے آقا کی دعاؤں کو سنتے ہوئے ہمیں اپنی حفظ و امان میں رکھے گا۔ پھر ان دعاؤں کے اثر کو ہم نے روزمرہ کی زندگی میں اپنی آنکھوں سے دیکھ بھی لیا۔

ایک روز مجھے اپنے شہر حلب سے کسی کام کی غرض سے کسی قدر تاخیر سے نکلنا پڑا۔ شہر سے نکلنے والے راستہ کے ایک بڑے حصہ پر تو فوج کا پہرہ تھا وہاں سے گزرنے کے بعد اچانک سنسان علاقہ آ گیا۔ گرمی کا موسم تھا اور میری کار کے اگلے دونوں دروازوں کے شیشے کھلے تھے۔ مجھے خوف محسوس ہوا اور میں نے کوشش کی کہ اس سنسان علاقے سے تیزی سے گزر جاؤں۔ میں تیز رفتاری کے ساتھ کار چلا رہا تھا ایسے میں ایک گولی کی آواز سنائی دی، وہ اتنی قریب تھی کہ میں اپنی جگہ سے حرکت بھی نہ کر سکا۔ ایک لمحے کی بدحواسی کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ کسی نے مجھے ٹارگٹ کر کے فائر کیا تھا اور میری گاڑی کے شیشے کھلے ہونے کی وجہ سے گولی ایک سائیڈ سے داخل ہو کر میری گردن کے پیچھے سے دوسری سائیڈ سے نکل گئی۔ میں تو پہلے ہی خوفزدہ تھا۔ اب گولی چلنے کے بعد میں نے گاڑی سرپٹ دوڑا دی۔ اور خدا کی خاص حفاظت پر اس کی حمد و شکر ادا کرنے لگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ محض حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کی برکت ہے کہ اللہ نے مجھے معجزانہ طور پر محفوظ رکھا۔

ہجرت اور نصرتِ الٰہی

میں شام کے شہر ’’حلب‘‘ میں اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ رہائش پذیر تھا۔ اس علاقے میں حالات بہت زیادہ خراب تھے۔ جبکہ ساحلی علاقوں میں نسبتاً امن تھا۔ حلب سے کئی لوگ ساحلی علاقوں میں منتقل ہو گئے تھے۔ ایسے ہی کسی دوست کی کار حلب میں تھی، اس نے میرے بھائی سے مدد مانگی تو بھائی نے مجھے کہا کہ تم یہ کار چلا کر ساحلی شہر میں چھوڑ آؤ۔ میں نے حامی بھر لی اور نہایت دشوار سفر کے بعد ساحلی شہر میں پہنچ گیا۔ وہاں جا کر امن کی آب و ہوا میں چند گھڑیاں سانس لینے کے بعد میرے دل میں بشدّت یہ خواہش انگڑائی لینے لگی کہ مجھے اپنی فیملی کو یہاں لانا چاہئے، تا روز روز کی گولیوں اور توپوں کی آواز اور بمباری کے واقعات سے دُور وہ بھی کچھ وقت امن کی فضاؤں میں سانس لے سکیں خواہ ان کا قیام اس علاقے میں محض چند دن کے لئے ہی کیوں نہ ہو۔

میں ابھی انہی خیالات اور تصورات کی دنیا میں ہی تھا کہ مجھے اپنے حالات کا خیال آ گیا یعنی یہ کہ نہ میرے پاس کار ہے، نہ مال، اور نہ ہی ساحلی علاقے میں کوئی ایسی جگہ ہے جہاں آ کر رہ سکوں۔ لہٰذا یہ خیال تو بہت اچھا تھا لیکن اسے عملی جامہ پہنانا جوئے شیر لانے کے مترادف تھا۔ چند دن کے بعد ہی مجھے میرے بھائی نے کہا کہ ایک اور محلّہ دار نے گاڑی ساحلی شہر میں پہنچانے کی درخواست کی ہے۔ میں نے کہا کہ ہم خود تو نہیں نکل سکتے لیکن اگر دوسروں کی مدد کریں گے تو شاید اللہ تعالیٰ ہمارے لئے بھی کوئی راہ نکال دے۔ میں یہ کار لے کر گھر آ رہا تھا کہ راستے میں بہت شدید فائرنگ شروع ہو گئی اور میرا پانچ منٹ کا سفر دو گھنٹے میں طے ہوا۔ گھر والے قریب کے علاقے میں فائرنگ کی وجہ سے سہمے ہوئے تھے۔ میں نے انہیں جب اپنے ساحلی شہر کی طرف سفر کے بارہ میں بتایا تو انہوں نے کہا کہ ہمیں بھی ساتھ لے جائیں تا اس خوف کے عالم سے کچھ دنوں کے لئے ہی نجات ملے۔ میں نے سب کو گاڑی میں سوار کر لیا۔ شہر سے نکلتے ہی جب خوف کے سائے کسی قدر دُور ہوئے تو سب اہلِ خانہ گاڑی میں ہی نہایت پرسکون نیند سو گئے۔ میرا خیال تھا کہ ایک دو روز ساحلی شہر میں رہ کر ہم کسی بس یا ٹیکسی پر اپنے شہر واپس آ جائیں گے۔ اس سے زیادہ کی میرے پاس گنجائش ہی نہ تھی۔ میرے پاس جو رقم تھی اس میں واپسی کا کرایہ اور ہوٹل میں ایک رات قیام کیا جا سکتا تھا۔ لیکن مجھے حضور انور کے خطوط میں لکھے گئے اطمینان بخش دعائیہ کلمات پڑھ کر بہت امید تھی کہ اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائے گا اور ہمارے لئے کوئی بندوبست ضرور فرما دے گا۔

ساحلی شہر کے قریب جا کر میری بیٹی نے کہا کہ میری ایک کلاس فیلو اس شہر میں رہتی ہے اور میں اسے اپنی آمد کے بارہ میں بتانا چاہتی ہوں۔ اس کی اپنی سہیلی سے فون پر ایک دو دفعہ بات ہوئی جس کے بعد اس لڑکی کے والد صاحب نے مجھ سے بات کی اور کہا کہ اگر کوئی مانع نہ ہو تو آپ اس شہر میں ہمارے مہمان بن کر ہمارے گھر میں رہیں۔ اس طرح معجزانہ طریق پر اللہ تعالیٰ نے ہمارے رہنے کا بندوبست بھی فرما دیا۔ ہم رات کو لیٹ پہنچے اس کے باوجود ہمارا یہ نیا دوست اور محسن جاگ رہا تھا۔ اگلے روز جب میں نے اسے اپنے حالات کے بارہ میں بتایا تو اس نے کہا کہ میری آپ کو یہی نصیحت ہے کہ واپس نہ جاؤ اور یہیں کوئی کام کر لو۔ میں اس بارہ میں سوچ ہی رہا تھا کہ وہاں پر میرا رابطہ میرے ایک قریبی رشتہ دار سے ہو گیا جس نے آ کر مجھے بتایا کہ اس کے پاس ایک گاڑی ہے جس پر ہم یہاں کوئی کام کر سکتے ہیں۔ جب میں نے یہ بات اپنے محسن دوست کو بتائی تو اس نے کہا کہ میں آپ کو ایک گھر کرائے پر لے دیتا ہوں جس کا کرایہ آپ کاروبار شروع ہونے پر ادا کر دینا۔ یوں محض تین روز میں ہی اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا بندوبست فرما دیا۔

ہم نئے گھر میں منتقل ہو گئے، لیکن وہاں جا کر پتہ چلا کہ میرے قریبی رشتہ دار کے وعدے جھوٹے تھے۔ اس نے رابطہ کرنا بھی ترک کر دیا۔ ایسے میں پھر میرا محسن دوست کام آیا۔ اس نے کہا کہ میں نے ’’حلب‘‘ شہر سے آتے ہوئے اپنی گاڑی وہیں چھوڑ دی تھی۔ اگر تم وہ گاڑی لے آؤ تو ہم مل کر یہاں کوئی کاروبار کر لیتے ہیں۔ میں بفضلہٖ تعالیٰ جا کر وہ گاڑی لے آیا اور یوں میرا یہاں پر کام بھی چل نکلا۔ کچھ عرصہ کے بعد ’’حلب‘‘ کے حالات کچھ بہتر ہوئے تو میرا یہ محسن دوست گاڑی بیچ کر واپس چلا گیا اور اس وقت تک میرے پاس بھی اتنے پیسے جمع ہو گئے کہ میں وہاں سے ہجرت کر کے لبنان آ گیا۔

میں جسے بھی یہ کہانی سناتا ہوں وہ حیرت کی تصویر بن کر کہتا ہے کہ ایسا ہونا بظاہر ناممکن ہے۔ میں بھی یہی کہتا ہوں کہ ایسا صرف اس لئے ہوا کہ میں نے مسیح موعود علیہ السلام کو مانا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ **اِنِّیْ أُحَافِظُ كُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ**، لہٰذا اس وعدہ کے مطابق ہی اللہ تعالیٰ نے ہمیں محفوظ رکھا اور ہر سہولت میسر فرما کر خوف سے نکال کر امن کی سرزمین کی طرف لے آیا۔

بھائی کی بیعت

میرا بھائی ماہر الصباغ مجھ سے جماعت کے بارہ میں بحث کرتا رہتا تھا۔ اس بحث و مباحثہ میں اسے جماعتی عقائد کے بارہ میں اچھا خاصا علم حاصل ہو گیا تھا اور لمبی بحثوں کے بعد ان عقائد کے بارہ میں اس کا دل بھی مطمئن ہو گیا تھا۔ مجھے خدا تعالیٰ نے بیعت کے بعد نیک تبدیلی پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ میرے اخلاق و اطوار کے علاوہ غیر معمولی طور پر میری نمازیں اور عبادتیں بھی سنور گئیں۔ میرے بھائی پر اس کا بہت زیادہ اثر تھا۔ اور یہی بات اسے بار بار میرے قریب کرتی اور احمدیت کے بارہ میں باتیں کرنے پر مجبور کرتی۔ میں نے اس کی دلچسپی اور اطمینان دیکھ کر بیعت کرنے کا مشورہ دیا۔ اس نے کہا کہ میں بیعت کرنے کے لئے تیار ہوں لیکن ایک شرط ہے کہ مجھے غیر احمدیوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے نہ روکا جائے۔ کیونکہ اگر بیعت کے بعد میں اپنی اہلیہ اور اپنے سسر اور دیگر اہل خانہ کے ساتھ بیٹھا ہوں اور سب نماز کے لئے کھڑے ہو جائیں تو میں ان کے ساتھ شامل نہ ہونے کا عذر کیونکر کر سکتا ہوں؟

میں نے کہا کہ ایسی حالت کو آپ سنہری موقع سمجھتے ہوئے سب کو جماعت احمدیہ کے بارہ میں بتائیں اور جماعت کے عقائد و تعلیمات کو تفصیل سے بیان کریں۔ باقی جہاں تک غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنے کا تعلق ہے تو جماعت احمدیہ اس بارہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت پر عمل کرتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ اور اَمَّکُمْ مِنْکُمْ کے الفاظ کے دیگر معانی کے علاوہ یہ معنے بھی ہیں کہ نمازوں میں بھی تمہارا امام تم میں سے ہو۔ یہ بات میرے بھائی کو سمجھ آ گئی اور اس نے بھی بیعت کر لی۔ الحمد للہ۔

بیعت کے لئے لمبا سفر

یوں تو حلب شہر کے سارے احمدی ہی نہایت مخلص ہیں لیکن ایک شخص کا ذکر مَیں بطور خاص کرنا چاہتا ہوں۔ یہ دوست مکرم فرقت سلاموف صاحب ہیں۔ ان کے خاندان کا تعلق سابقہ سوویت یونین سے ہے۔ یہ دوست لقاء مع العرب دیکھا کرتے تھے اور کچھ عرصہ کے بعد امام مہدی علیہ السلام کی صداقت ان کے دل میں گھر کر گئی۔ اب احمدیت قبول کرنے کی تڑپ ان کے دل میں جوش مارنے لگی۔ انہیں یہاں تو کوئی احمدی نہ مل سکا تاہم انہیں پتہ چلا کہ رشیا میں جماعت موجود ہے۔ لہٰذا معلومات حاصل کرنے کے بعد انہوں نے محض بیعت کرنے کی خاطر رشیا کا سفر کیا اور بیعت کر کے واپس آ گئے۔

بیعت کے لئے ان کے اس لمبے سفر کے بارہ میں سن کر دیگر احمدیوں کے دل میں بھی بیعت کی عظمت اور اس کی شروط پر عمل کرنے کی اہمیت اجاگر ہوئی۔

(باقی آئندہ)

اُسوۂ کامل صلی اللہ علیہ وسلم

(تقریر حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرمودہ 26 نومبر 1933ء بر موقع جلسہ سیرۃ النبیؐ بمقام قادیان)

(دوسری قسط)

تو مَیں بتا رہا تھا کہ پہلی صفت جو اِس سورۃ میں اللہ تعالیٰ کی بیان کی گئی ہے وہ اُس کا رَبُّ العٰلمین ہونا ہے۔ جو بندہ رَبُّ العٰلمین بنتا ہے ہم سمجھیں گے کہ وہ کامل ہے۔ اور رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہم یہ دیکھتے ہیں کہ کیا آپؐ نے عالَم کی ہر شے پر نگاہ ڈالی اور اس کے فائدہ کے لئے کام کیا؟ اگر ڈالی تو ماننا پڑے گا کہ آپ کامل انسان تھے۔ لیکن اگر ہر شے پر آپ کی نگاہ نہیں پڑی اور کوئی حصے ایسے رہ گئے ہیں کہ ان کے لئے آپؐ نے کوئی کام نہیں کیا تو آپ رَبُّ العٰلمین نہیں کہلاسکیں گے۔ اِس کے لیے ہم کوئی مثال لیتے ہیں اور چونکہ نسلِ انسانی زیر بحث ہے اس لئے ہم جوان یعنی بنا بنایا آدم لیتے ہیں جسے ہر قوم تسلیم کرتی ہے اور جسے خدا تعالیٰ نے آئندہ نسلوں کا بیج بنایا ہے۔ غور کرنا چاہیے کہ اس کی پہلی خواہش کیا ہوگی۔ بائبل سے بھی ثابت ہے کہ عقل بھی یہی کہتی ہے کہ اُسی کی جنس سے جوڑا ہی اُسے تسلی دے سکتا ہے۔ دنیا کی خوبصورتی اور اُس کی کوئی شے اسے تسلی نہیں دے سکتی جب تک اس کا ہم جنس جوڑا نہ ہو۔

جوشِ جوانی میں شہوات عقل پر غالب آجاتی ہیں اور وہ کہتی ہیں کہ خواہشات کے دریا میں عذاب سے لاپرواہ ہو کر کُود پڑ۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ کیا رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے اِس حالت میں انسان کی ربوبیت کی ہے؟ اور جب ہم غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ نے اس کے جوشِ جوانی کو دیکھ کر اس کی ربوبیت کی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کوئی شخص نسب کے لیے شادی کرتا ہے، کوئی حسب کے لیے، کوئی خوبصورتی کے لیے نکاح کرتا ہے۔ مگر میری نصیحت تمہیں یہ ہے کہ اُس کے ساتھ نکاح کرو جو اُخروی زندگی کی ترقی کا موجب ہو۔[1] کیونکہ اگر تم خوبصورتی کو دیکھ کر شادی کرو گے تو تمہاری ساری عمر کے اعمال خوبصورتی کے گرد ہی چکر لگاتے رہیں گے۔ اور بڑے خاندان کی عورت سے شادی کرنے والے کا مطمحِ نظر تمام عمر یہی رہے گا کہ جس طرح بھی ہو اپنے کو بڑا بنائے۔ جس شخص کی شادی کسی ایسے خاندان میں ہو جو معزز سمجھا جاتا ہو تو اُس کی ساری کوشش یہی ہوگی کہ دھوکا سے، فریب سے، جس طرح بھی ہو سکے اپنی نسل کو کسی پرانے خاندان سے وابستہ کرے۔ مسلمانوں میں سیّد زیادہ معزز سمجھے جاتے ہیں اور ہندوؤں میں برہمن۔ اور ایسا انسان ہمیشہ جس طرح بھی ہو اپنے کو کسی پرانے معزز خاندان کی طرف منسوب کرنے کی کوشش میں لگا رہے گا۔ خوبصورتی کا محور ہمیشہ شہوت ہوگا اور حسب ونسب کا دھوکا، فریب اور جبر۔

اپنے کو کسی معزز خاندان سے منسوب کرنے والوں کے متعلق ایک لطیفہ مشہور ہے۔ ایک شخص کسی عدالت میں ادائے شہادت کے لیے گیا اور اپنی قومیت سیّد بتائی۔ اِس پر فریق ثانی نے اعتراض کیا۔ عدالت نے اُسی فریق کے ایک اَور گواہ سے دریافت کیا کہ فلاں آدمی کی قومیت کیا ہے؟ اس نے کہا کہ یہ پکا سیّد ہے۔ اِس کا باپ ہمارے سامنے موچی تھا لیکن اس کے سیّد ہونے کے تو ہم خود گواہ ہیں کیونکہ یہ ہمارے سامنے سیّد بنا ہے۔

تو یہ بالکل بیہودہ بات ہے۔ محض سیّد کہلانے سے کیا بنتا ہے۔ لیکن لاکھوں آدمی ہیں جو اپنی قومیت بدلنے میں لگے ہوئے ہیں۔ تو نسب کی وجہ سے شادی کرنے والے کی زندگی کی بنیاد فریب اور جھوٹ پر ہوگی اور خوبصورتی کی وجہ سے شادی کرنے والے کی بنیاد شہوت پر۔ مگر رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے کہ اگر آج ہی تمہاری نیت ٹھیک نہیں تو آئندہ کیا ہوگا۔ تم نکاح کی بنیاد بھی دین پر رکھو۔ اس صورت میں تمہارے دونوں کام ہوجائیں گے اور تمہارے اعمال بھی دین کے گرد چکر لگائیں گے۔

انتخاب کے بعد نکاح کے شرائط طے ہوتے ہیں اور پھر ان میں جھگڑا پیدا ہوتا ہے کہ مرد پر زیادہ ذمہ داریاں عائد ہوں گی یا عورت پر۔ مرد والے عورت والوں پر حکومت کرنا چاہتے ہیں اور عورت والے مرد والوں پر۔ لیکن یہاں بھی رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم آموجود ہوتے ہیں کہ یہاں بھی میری ایک بات سُن لو۔ مرد و عورت کو اللہ تعالیٰ نے ایک ہی جنس سے پیدا کیا ہے۔[2] دونوں کے احساسات یکساں ہیں اور ان میں کوئی فرق نہیں۔ جیسے بیوی کو اپنے ماں باپ پسند ہیں ویسے ہی میاں کو بھی۔ اور آپؐ نے ایک ایسا گُر بیان فرمادیا جس پر عمل کرکے دونوں فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ آپؐ نے حکم دیا کہ صلہ رحمی کرو۔[3] اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت رحمی تعلقات کا لحاظ رکھو، قولِ سدید کرو۔[4] یعنی ایک دوسرے کے ساتھ دھوکا نہ کرو۔ غرضیکہ آپ نے نکاح کے متعلق تفصیلی ہدایات دیں جنہیں اگر مَیں بیان کروں تو یہ تقریر خطبہ نکاح بن جائے گی۔ مختصر یہ ہے کہ اِس موقع پر بھی آپؐ نے ربوبیت کی۔

پھر بیوی گھر آتی ہے اور یہ وہ وقت ہوتا ہے جب شہوانی جذبات غالب آسکتے ہیں۔ یہاں رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم پھر آموجود ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ پہلے تھوڑا کام ہمارا کرلو اور دعا کرو۔ اس تعلق کے نتیجہ میں تمہاری آئندہ نسلیں ہونگی۔ مانا کہ تم نیک ہو مگر ہوسکتا ہے کہ تمہاری اولاد شریر ہو۔ تو بھی دنیا میں فساد پیدا ہوگا اور تمہارا قائم کیا ہوا تقویٰ ملیامیٹ ہوجائے گا اس لئے خدا تعالیٰ سے دعا کرو کہ تمہارے ملنے کا نتیجہ تقویٰ ہو۔[5] یہ ایسا وقت تھا کہ شہوت چاہتی تھی انسان شہوت کا بیج بوئے۔ مگر روحانیت چاہتی تھی کہ روحانیت کا بوئے۔ مگر رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم آکر بتاتے ہیں کہ بے شک تم شہوت کا بیج بوؤ مگر روحانیت کی چاشنی کے ساتھ۔

پھر اولاد پیدا ہوتی ہے۔ جونہی بچہ پیدا ہوتا ہے آپ اُسی وقت اُس کی ربوبیت کا خیال فرماتے ہیں اور اس کی تربیت کے لیے اپنی تفصیلی ہدایات دیتے ہیں کہ اَور کسی قوم میں ان کی نظیر نہیں ملتی۔ آپ کا حکم ہے کہ معاً بچہ کے کان میں اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے۔[6] بچہ اگرچہ اُس وقت بظاہر ایک بے جان چیز ہے مگر اُس کے کان میں اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرنے کا حکم آپؐ نے دیا۔ اور اس میں دو فائدے ہیں۔ اول یہ کہ اُس وقت کی بات کان میں پڑی ہوئی ضائع نہیں جاتی۔ اور دوسرے یہ کہ والدین کو توجہ دلائی کہ اگر پیدائش کے وقت ہی اس کی تربیت کا حکم ہے تو بڑے ہوکر یہ کتنی ضروری ہوگی۔

جب اسے ذرا ہوش آئے تو حکم ہے کہ اسے تعلیم دلاؤ۔ حتّٰی کہ لڑکیوں کی تعلیم کے متعلق بھی تاکید فرمائی۔ حتّٰی کہ فرمایا جس شخص کی دو لڑکیاں ہوں اور وہ ان کو تعلیم دلائے اور اچھی تربیت کرے تو اس کا ٹھکانہ جنت میں ہوگا۔[7] گویا اسے اتنا ضروری قرار دیا کہ ماں باپ پر اس کا انتظام فرض کیا۔ چنانچہ فرمایا: قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَهْلِیْکُمْ نَارًا۔[8] اس میں باطنی تعلیم بھی ہے اور ظاہری بھی۔ اور دونوں کے لیے ماں باپ کو ذمہ دار قرار دیا اور فرمایا کہ دونوں تعلیموں سے اولاد کو آراستہ کر کے اسے جہنم سے بچاؤ۔ جہنم سے مراد بیماری اور غربت وغیرہ بھی ہے جو جہالت کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے۔ اور پھر اُخروی جہنم بھی مراد ہے۔ گویا ہر قسم کی جہنم سے اولاد کو بچانے کا حکم دیا۔ بداخلاقی بھی جہنم ہے کہ بداخلاقی سے لوگ نفرت کرتے ہیں۔ تو یہ آیت عام ہے اور اس میں ہر قسم کی آگ سے اولاد کو بچانے کا حکم دیا ہے۔ اور مسلمان کا فرض قرار دیا کہ بچے کی بچپن کی حالت میں نگرانی کرے۔ اور فرمایا کہ اگر اس میں خرابی پیدا ہوئی تو تم سے بازپُرس ہوگی۔

پھر بعض بچے یتیم رہ جاتے ہیں اُن کے لیے بھی حکم دیا کہ ان کے مال کی حفاظت کی جائے۔[9] پھر بتایا کہ ان کے احساسات کا کس طرح خیال رکھا جائے۔ تعلیم کا کیا انتظام ہو۔ غرض کہ اُن کی پرورش کے لئے تفصیلی احکام صادر فرمائے۔ گویا اُن کو بھی خالی نہیں رہنے دیا۔ باقی مذاہب میں یہ بات ہرگز نہیں۔ وہاں اگر اپنی اولاد کی تربیت کا کوئی اصول ہے تو یتامیٰ کے لیے نہیں۔ اور اگر یتامیٰ کے لیے ہے تو اپنی اولاد کے لیے نہیں۔ مگر رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے سب کو لے لیا ہے اور کسی کو اپنی ربوبیت سے باہر نہیں رہنے دیا۔

اِس کے بعد انسان جوان ہوتا ہے اور جوانی کے متعلق آپؐ پھر تفصیلی احکام دیتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ جذبات میں کس حد تک آزادی ہے، ماں باپ کے ساتھ کیا سلوک کریں، ماں باپ جوان اولاد کے ساتھ کیسا سلوک کریں۔ رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور کہا کہ میرے باپ نے میرے بھائی کو گھوڑا دیا ہے مگر مجھے نہیں دیا۔ آپؐ نے اسے بلایا اور فرمایا کہ اگر وسعت ہے تو سب کو دو، وگرنہ ایک سے بھی واپس لے لو۔[10] جوانی میں جب مَنْ وتُو کے احساسات ہوتے ہیں اُس وقت بھی ان کے متعلق احکام بیان کیئے۔ لڑکی کے لئے کیا حد بندیاں اور لڑکے کے لئے کیا ہیں۔ انہیں اپنی شادی بیاہ کے معاملہ میں کہاں تک آزادی ہے اور کہاں تک پابندی ہے۔ بھائی بہن کے کیا تعلقات ہیں۔

پھر دنیا میں لوگ عام طور پر جو کام کرتے ہیں ان کے متعلق بھی تفصیلی احکام دیئے۔ آپ نے بتایا کہ تجارت میں دھوکا نہیں کرنا چاہیے[11]، لین دین عارضی اور مستقل کے علیحدہ علیحدہ احکام بیان فرمائے۔ رہن اور بیع کے واسطے مفصّل ہدایات دیں۔ غرض ان تمام ضرورتوں کے لئے آپؐ نے احکام دیئے۔ انسان جب بوڑھا ہوتا ہے تو بچوں کو اُس کے ساتھ کیسا سلوک کرنا چاہیے اور بتایا کہ بوڑھے ماں باپ کو اُف تک نہ کہو۔[12]

پھر موت کا وقت ہوتا ہے اُس کے لئے بھی احکام دیئے اور بتایا کہ وہ انسان کا آخری وقت ہوتا ہے۔ اُس وقت اپنے تھوڑے سے فائدہ کے لئے مرنے والے کی عاقبت خراب نہ کرو۔ اُسے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کرنے اور اُس کی طرف متوجہ ہونے کا موقع دو۔ تمہارے بچوں کا کیا حال ہوگا؟ بیوی کیا کرے گی؟ ایسے سوالات سے ان قیمتی لمحات کو ضائع نہ کرو۔ بلکہ اس کے سامنے قرآن کریم کی آیات اور سورۃ یٰسین پڑھو۔[13] اس کے بعد اپنی تکالیف کا خود انتظام کر لینا اور ان کا ذکر کر کے اُس کے آخری وقت کو خراب نہ کرو۔ پھر فرمایا کہ اگر کسی کی جائیداد ہو تو چاہیے کہ وہ اس کے لئے پہلے سے وصیت کر رکھے[14] تا اُس وقت یہ باتیں اسے پریشان نہ کریں۔ اور اِس پر آپ اِس قدر زور دیتے تھے کہ ایک صحابی کہتے ہیں کہ میں ہر روز لکھی ہوئی وصیت سرہانے رکھ کر سوتا تھا۔[15] اور یہ اس لئے حکم دیا ہے کہ تا مرنے والے کی آخری گھڑیاں خراب نہ ہوں اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوسکے۔ یہ وقت اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرنے کا ہوتا ہے تا یہ سلسلہ اُخروی زندگی میں بھی قائم رہے۔ اگر کوئی مرتے وقت ہائے میرے بچے! ہائے میری بیوی! کہتا رہے گا تو اُٹھتے وقت بھی اُس کا دھیان اس طرف ہوگا۔ لیکن اگر مرتے وقت ہائے اللہ کہے گا تو اُٹھتے وقت بھی اُس کی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہی ہوگی۔ اِس کی مثال ایسی ہے کہ اگر بچہ روٹی کے لیے روتا ہوا سو جائے تو صبح اُٹھتے وقت وہ روٹی کو ہی یاد کر رہا ہوگا۔ غرضیکہ رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے انسان کی اُن آخری گھڑیوں کو بھی فراموش نہیں کیا اور حکم دیا کہ اُس وقت اللہ تعالیٰ کی تحمید وتقدیس کی جائے۔

پھر انسان مرجاتا ہے۔ اُس وقت کا بھی آپؐ نے خیال رکھا اور بتایا کہ کس طرح مُردہ کی تجہیز وتکفین کی جائے۔ آپ ہر قوم کے مُردوں کا احترام کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک میت جارہی تھی کہ آپؐ اُس کے احترام کے طور پر اُٹھ کر کھڑے ہوگئے۔ کسی نے عرض کیا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! یہ تو یہودی تھا۔ آپؐ نے فرمایا یہودی بھی تو خدا کا بندہ ہی ہے۔[16] پھر فرمایا مُردوں کا ذکر اچھی طرح کیا کرو۔[17] اور کہا جاسکتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ہر مرنے والے کی خبر گیری کی اور اس طرح اُس کی بھی ربوبیت کردی۔ اور انسان کی پیدائش سے لے کر اُس کی موت تک سب ضروری احکام دے دیئے۔ اور پھر اگر تمام افراد کو علیحدہ علیحدہ لیا جائے تو اِس میں بھی آپؐ کی ربوبیت نظر آئے گی۔

سب سے بڑی بات یہ ہے کہ آپؐ سب کی اُخروی زندگی کے لئے سہارا ہیں۔ آپؐ نے ہر قوم کے افراد کو دعوتِ الٰہی میں شامل ہونے کے لیے بلایا ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہے کہ سب نبی اپنی اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوئے مگر میں سب اقوام کی طرف بھیجا گیا ہوں۔[18] یہ نہیں کہ اسلام کسی سے کہے کہ تم ہندو ہو، تمہیں عرب کی تعلیم سے کیا واسطہ۔ بلکہ آپؐ وہ نور لائے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَا شَرْقِیَّةٍ وَّ لَا غَرْبِیَّةٍ[19] جس کا مشرق ومغرب سے کوئی تعلق نہیں۔ اِس رنگ میں بھی آپ نے مظہرِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہونے کا ثبوت دیا۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے پاس ایک عورت آئی کہ مجھے اپنی تعلیم سکھایئے۔ مگر آپ کی تعلیم چونکہ محدود طبقہ کے لیے تھی اور وہ عورت اُس حلقہ سے باہر تھی اِس لئے آپ نے اسے جواب دیا کہ میں اپنے موتی سؤروں کے آگے نہیں ڈال سکتا۔[20] اور بچوں کی روٹی چھین کر کُتوں کو نہیں دے سکتا[21] اور اس طرح اُسے بتا دیا کہ میری تعلیم محدود ہے۔ مگر رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تعلیم کو سب مخلوقات کے لئے عام کردیا اور اس طرح آپؐ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ کے مظہرِ اتم ٹھہرے۔

(باقی آئندہ)

خطبہ جمعہ

اطاعت کے مضمون کو سمجھنے کی سب سے زیادہ ضرورت ہر سطح کے عہدیداروں کو ہے۔ اگر عہدیدار اس مضمون کو سمجھ جائیں تو افراد جماعت خود بخود اس کی طرف توجہ کریں گے۔ اور ہر سطح پر اطاعت کے نمونے ہمیں نظر آئیں گے۔

پس امیر بھی، صدر بھی اور دوسرے عہدیدار بھی پہلے اپنے جائزے لیں کہ کیا ان کی اطاعت کے معیار ایسے ہیں کہ ہر حکم جو خلیفہ وقت کی طرف سے آتا ہے اس کی بلا چون و چرا تعمیل کرتے ہیں یا اس میں تاویلیں نکالنے کی کوشش میں لگ جاتے ہیں۔ اگر تاویلیں نکالتے ہیں تو یہ اطاعت نہیں۔

بعض عہدیدار خلیفۂ وقت سے جو کوئی ہدایت آتی ہے تو اس پر عمل بھی کر لیتے ہیں لیکن بڑے انقباض سے، نہ چاہتے ہوئے یہ عمل کرتے ہیں۔ اور نہ چاہتے ہوئے عمل کرنا کوئی اطاعت نہیں ہے۔ اطاعت وہی ہے جو فوری طور پر کی جائے۔

امامت اور خلافت اور ڈکٹیٹر شپ میں بڑا فرق ہے۔ خلافت زمانے کے امام کو ماننے کے بعد قائم ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق قائم ہوئی ہے اور ہر ماننے والا یہ عہد کرتا ہے کہ ہم خلافت کے نظام کو جاری رکھیں گے۔ دین میں کوئی جبر نہیں ہے۔ جب اپنی خوشی سے دین کو مان لیا تو پھر دین کے قیام کے لئے اس عہد کو نبھانا بھی ضروری ہے جو خلافت کے قیام کے لئے ایک احمدی کرتا ہے اور جو قومی یکجہتی کے لئے، وحدت کے لئے ضروری ہے۔

خلافت کی اطاعت کے عہد کو اس لئے نبھانا ہے کہ ایک امام کی سرکردگی میں خدا تعالیٰ کی حکومت کو دنیا کے دلوں میں بٹھانے کی مشترکہ کوشش کرنی ہے۔

خلافت کا مقصد حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف بھرپور توجہ دینا ہے۔ ان حقوق کو منوانا اور قائم کرنا اور مشترکہ کوشش سے ان کی ادائیگی کی کوشش کرنا ہے۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے لئے افراد جماعت میں یہ روح پیدا کرنا ہے۔ ان کو توجہ دلانا ہے کہ دین بہرحال دنیا سے مقدم رہنا چاہئے اور اسی میں تمہاری بقا ہے۔ اس میں تمہاری نسلوں کی بقا ہے۔

خلیفۂ وقت کا تو دنیا میں پھیلے ہوئے ہر قوم اور ہر نسل کے احمدی سے ذاتی تعلق ہے یہ خلافت ہی ہے جو دنیا میں بسنے والے ہر احمدی کی تکلیف پر توجہ دیتی ہے۔ ان کے لئے خلیفۂ وقت دعا کرتا ہے۔

جماعت احمدیہ کے افراد ہی وہ خوش قسمت ہیں جن کی فکر خلیفۂ وقت کو رہتی ہے۔ کوئی مسئلہ بھی دنیا میں پھیلے ہوئے احمدیوں کا چاہے وہ ذاتی ہو یا جماعتی ایسا نہیں جس پر خلیفۂ وقت کی نظر نہ ہو اور اس کے حل کے لئے وہ عملی کوشش کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتا نہ ہو، اس سے دعائیں نہ مانگتا ہو۔

دنیا کا کوئی ملک نہیں جہاں رات سونے سے پہلے چشم تصور میں مَیں نہ پہنچتا ہوں اور ان کے لئے سوتے وقت بھی اور جاگتے وقت بھی دعا نہ ہو۔
یہ مَیں باتیں اس لئے نہیں بتا رہا کہ کوئی احسان ہے۔ یہ میرا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ اس سے بڑھ کر مَیں فرض ادا کرنے والا بنوں۔

جماعت جب بڑھتی ہے تو منافقین بھی اپنا کام کرنا چاہتے ہیں۔ حاسدین بھی اپنا کام کرتے ہیں۔ خلافت سے سچی وفا یہ ہے کہ ان کے منصوبوں کو ہر سطح پر ناکام بنائیں۔

دوسرے مسلمان بیشک قرآن و سنت کو ماننے اور عمل کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن ہمیں ان میں صبر اور برداشت نظر نہیں آتی۔
آج صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کا ہی طُرّہ امتیاز ہے کہ صبر اور برداشت کے ایسے نمونے قائم کر رہے ہیں جو قابل رشک ہیں۔

کیا ہی خوش قسمت ہیں وہ جو کامل اطاعت کے ساتھ امام وقت کی باتوں کو سنتے ہیں اور ان پر عمل کرتے ہیں اور یہی باتیں ہیں جو پھر خلافت کے انعام سے بھی فیض پانے والا بناتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں خلافت کے فیض سے فیض پانے والے وہی بتائے ہیں جو عمل صالح کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں، توحید کو قائم رکھنے والے ہیں۔ اور یہی وہ لوگ ہیں جو تقویٰ پر چلنے والے کہلاتے ہیں۔

خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والوں اور تقویٰ پر چلنے والوں کا مقصد دنیاوی ہار جیت نہیں ہے بلکہ کامل اطاعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا اور تقویٰ میں بڑھنا ہوتا ہے۔
ہمارا مقصد خدا تعالیٰ کی حکومت دنیا میں قائم کرنا ہے۔ کوئی ذاتی نفع رسانی نہیں ہے۔ توحید کا جھنڈا لہرانا ہے۔ ہم نے دنیا کے دل جیت کر دنیا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے لانا ہے۔ اسی مقصد کے لئے ہمارے تبلیغی پروگرام ہیں اور دوسرے پروگرام ہیں۔ اس کے حصول کے لئے ہماری دعاؤں کی طرف توجہ ہے اور ہونی چاہئے۔

اس روح کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ خلافت ہے کیا؟ اور یہ بات اسی وقت سمجھ آئے گی جب کامل اطاعت پر یقین پیدا ہوگا۔ کوئی جتنا جتنا بھی اپنے آپ کو عالم مدبّر یا مقرر سمجھتا ہے، اگر اطاعت نہیں ہے تو نہ ہی جماعت احمدیہ میں اس کی کوئی جگہ ہے، نہ ہی اس کا یہ علم اور عقل دنیا کو کوئی روحانی فائدہ پہنچا سکتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے اس فقرے کو ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اتّباع امام کو اپنا شعار بناوے۔ پس جب مکمل طور پر خلیفہ وقت کی پیروی اور اطاعت اختیار کر لیں گے، خلیفہ وقت کی طرف سے ملنے والی ہدایات اور حکموں پر عمل کریں گے اور ان کی توجیہیں اور تاویلات نکالنی بند کر دیں گے تو علم بھی اور عقل بھی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرتے ہوئے ثمر آور ہوگی اور پھل پھول لائے گی۔

عہدیداران اپنے آپ کو اولی الامر سمجھ کر اپنی اطاعت کروانے کے اس وقت تک حقدار نہیں کہلا سکتے جب تک خلافت کی کامل اطاعت اپنے او پر لاگو نہیں کرتے اور تاویلیں کرنے سے پرہیز نہیں کرتے۔

ہم دنیا میں تبلیغ کا کام کر رہے ہیں۔ جرمنی کیا اور یورپ کیا ہمیں تو انشاء اللہ تعالیٰ تمام دنیا کو فتح کرنا ہے۔ لیکن تلوار سے نہیں بلکہ دل جیت کر۔ اسلام کی خوبصورت تعلیم سے دلوں کو گھائل کر کے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 06 رجون 2014ء بمطابق 06 احسان 1393 ہجری شمسی بمقام فرانکفرٹ۔ جرمنی

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیکَ لَہٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّا كَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

اَ فَلَا يَـنْـظُـرُ و نَ اِلَـى ا لْاِبِـلِ كَيْفَ خُـلِـقَتْ ۔ وَ اِلَى ا لسَّمَآءِ كَيفَ رُفِعَتْ ۔ وَ اِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ۔وَ اِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ(الغا شیه: 18۔21)

یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر احسان ہے کہ اس نے ہمیں زمانے کے امام مسیح موعود اور مہدی موعود کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی۔ جہاں بھی اور جس معاملے میں بھی ہمیں رہنمائی کی ضرورت ہو، کسی بات کو سمجھنے کی ضرورت ہو۔قرآن کریم میں بیان فرمودہ حکمت کے موتیوں کو تلاش کرنے کی ضرورت ہو یا ان کی تلاش ہو تو ہمیں اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے اس فرستادے کی کتب اور ارشادات مل جاتے ہیں جو ہمارے مسائل حل کرتے ہیں۔ یہ آیات جو میں نے تلاوت کی ہیں جمعہ پر اکثر ہم دوسری رکعت میں پڑھتے ہیں۔سورۃ غاشیہ کی یہ آیات پڑھی جاتی ہیں۔ان میں پہلی آیت جو میں نے پڑھی ہے یعنی اَ فَلَا يَنْظُرُ و نَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُـلِـقَتْ۔کیا وہ اونٹوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ کیسے پیدا کئے گئے؟ اس کی جو تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی ہے وہ اپنی گہرائی اور خوبصورتی اور علم و عرفان اور پھر عملی حالت پر منطبق کرنے کا ایک عجیب اور جدا نقشہ کھینچتی ہے۔آپ علیہ السلام نے اس آیت سے نبوت اور امامت کی اطاعت کے مسئلہ کو حل فرمایا ہے اور نبوت اور امامت کے ساتھ جڑنے والوں کے لئے جو بنیادی چیز ہے یعنی اطاعت اور کامل اطاعت اس کو آپ نے اِبِـل یعنی اونٹ کے لفظ سے یا اونٹوں کے لفظ سے جوڑ کر وضاحت فرمائی ہے۔ بظاہر یہ عجیب سی بات لگتی ہے کہ اونٹوں اور نبوت اور امامت کی اطاعت کا کیا جوڑ ہے لیکن جس طرح کھول کر آپ نے تشریح فرمائی ہے اس سے اس جوڑ کا حیرت انگیز ادراک ہمیں بھی حاصل ہوتا ہے۔آپ کی تفسیر پہلے پیش کرتا ہوں۔فرماتے ہیں کہ

”قرآن شریف میں جو یہ آیت آئی ہے اَ فَلَا يَـنْـظُـرُ وْ نَ اِلَـى ا لْاِبِـلِ كَيْفَ خُـلِـقَتْ (الغاشیہ: 18)۔یہ آیت نبوّت اور امامت کے مسئلہ کو حل کرنے کے واسطے بڑی معاون ہے۔اونٹ کے عربی زبان میں ہزار کے قریب نام ہیں اور پھر ان ناموں میں سے اِبِل کے لفظ کو جو لیا گیا ہے اس میں کیا سرّ ہے؟ کیوں اِلَـى الْـجَمَل بھی تو ہو سکتا تھا“؟ جَـمَل بھی تو اونٹ کو کہتے ہیں۔فرمایا کہ ”اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ جَـمَـل ایک اونٹ کو کہتے ہیں اور اِبِـل اسم جمع ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ کو چونکہ تمدّنی اور اجمالی حالت کا دکھانا مقصود تھا اور جَـمَـل میں جو ایک اونٹ پر بولا جاتا ہے یہ فائدہ حاصل نہ ہوتا تھا اسی لئے اِبِـل کے لفظ کو پسند فرمایا۔اونٹوں میں ایک دوسرے کی پیروی اور اطاعت کی قوّت ہے۔ دیکھو اونٹوں کی ایک لمبی قطار ہوتی ہے اور وہ کس طرح پر اس اونٹ کے پیچھے ایک خاص انداز اور رفتار سے چلتے ہیں اور وہ اونٹ جو سب سے پہلے بطور امام اور پیشرَو کے ہوتا ہے وہ ہوتا ہے جو بڑا تجربہ کار اور راستہ سے واقف ہو۔ پھر سب اونٹ ایک دوسرے کے پیچھے برابر رفتار سے چلتے ہیں اور ان میں سے کسی کے دل میں برابر چلنے کی ہوس پیدا نہیں ہوتی جو دوسرے جانوروں میں ہے۔ جیسے گھوڑے وغیرہ میں۔ گویا اونٹ کی سرشت میں اِتّباع امام کا مسئلہ ایک مانا ہوا مسئلہ ہے۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے اَ فَلَا يَنْظُرُ وْ نَ اِلَى الْاِبِلِ کہہ کر اس مجموعی حالت کی طرف اشارہ کیا ہے جبکہ اونٹ ایک قطار میں جا رہے ہوں۔ اسی طرح پر ضروری ہے کہ تمدّنی اور اتحادی حالت کو قائم رکھنے کے واسطے ایک امام ہو“۔ یہ پہلی بات ہمیں یاد رکھنی چاہئے۔ اس سے مطابقت کے لئے تمدنی اور اتحادی حالت قائم رکھنے کے لئے ایک امام ہو۔ ”پھر یہ بھی یاد رہے کہ یہ قطار سفر کے وقت ہوتی ہے۔ پس دنیا کے سفر کو قطع کرنے کے واسطے جب تک ایک امام نہ ہو انسان بھٹک کر ہلاک ہو جاوے“۔ دنیا کا بھی جو زندگی کا سفر ہے اس میں ایک امام ہونا ضروری ہے جو صحیح رہنمائی کرتا رہے۔ ”پھر اونٹ زیادہ بارکش اور زیادہ چلنے والا ہے۔اس سے صبر و برداشت کا سبق ملتا ہے۔ پھر اونٹ کا خاصہ ہے کہ وہ لمبے سفروں میں کئی کئی دنوں کا پانی جمع رکھتا ہے۔ غافل نہیں ہوتا۔ پس مومن کو بھی ہر وقت اپنے سفر کے لئے تیار اور محتاط رہنا چاہئے اور بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے“۔فرمایا کہ ” اُنْـظُـر کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دیکھنا بچوں کی طرح نہیں ہے بلکہ اس سے اتبّاع کا سبق ملتا ہے کہ جس طرح پر اونٹ میں تمدّنی اور اتّحادی حالت کو دکھایا گیا ہے اور ان میں اتبّاع امام کی قوت ہے۔اسی طرح پر انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اتبّاع امام کو اپنا شعار بناوے۔ کیونکہ اونٹ جو اس کے خادم ہیں ان میں بھی یہ مادہ موجود ہے۔ كَيْفَ خُـلِـقَتْ میں ان فوائد جامع کی طرف اشارہ ہے جو اِبِل کی مجموعی حالت سے پہنچتے ہیں“۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 394-393 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس اس زمانے میں جب اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق مسیح موعود کو بھیجا اور ہمیں پھر انہیں ماننے کی توفیق بھی عطا فرمائی اور پھر آپ کے بعد خلافت کے جاری نظام سے بھی نوازا۔ ہمیں اس انعام کی قدر کرنی چاہئے اور اس روح کو سمجھنا چاہئے جو خلافت کے نظام میں ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو مَیں مفہوم بیان کر رہا ہوں کہ میرے نام پر افراد جماعت سے بیعت لینے والے افراد آتے رہیں گے۔ (ماخوذ از الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 306) یعنی خلافت آپ کی نیابت میں آپ کے نام پر بیعت لے گی۔ جب آپ کے نام پر بیعت لی جا رہی ہے تو پھر خلافت کی بیعت اور اطاعت کی کڑی بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جا کے ملتی ہے۔ پس یہ جو اقتباس مَیں نے پڑھا ہے اس میں نبوت اور امامت کا جو تعلق آپ نے اِبِل کی خصوصیات کے ساتھ جوڑا ہے اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ آپ کے بعد خلافت کے جاری نظام سے جڑے رہنے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے والوں کی روحانی بقا اور ترقی ہے اور یہ ضمانت ہے۔اس میں جماعت کی ترقی اسی صورت میں ہے جب ہم خلافت کے نظام سے جڑے رہیں گے۔ اسی میں شیطانی حملوں سے بچنے کے سامان بھی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام تمہاری ڈھال ہے۔

(الصحیح البخاری کتاب الجهاد والسیر باب یقاتل من وراء الامام ویتقیٰ بہٖ حدیث 2957)

پس اس ڈھال کے پیچھے رہو گے تو بچت کے سامان ہیں اور ڈھال کے پیچھے رہنا یہی ہے کہ کامل اطاعت کرو۔ اپنی لائنوں پر چلو۔ اس قطار میں چلو جو تمہارے لئے مقرر کر دی گئی ہے۔ اس سے ذرا باہر نکلے تو بھٹکنے کا خطرہ ہے گمنے کا خطرہ ہے۔

پھر اطاعت کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی یاد رکھنا چاہئے کہ وَمَـنْ اَطَـاعَ اَمِيْرِيْ فَـقَـدْ اَطَـاعَـنِـيْ وَ مَنْ عَصٰى اَمِيْرِيْ فَقَدْ عَصَانِيْ۔ (مسند ابی داؤد الطیالسی جلد دوم صفحہ 736 حدیث 2554 مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2004ء) اور جس نے میرے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اطاعت امیر کے بارے میں اور بھی بہت سے ارشادات ہیں۔ اسی طرح قرآن کریم میں بھی متعدد جگہ اطاعت اور فرمانبرداری کے حکم دیئے گئے ہیں۔ اس لئے کہ یہی ایک راز ہے جو جماعتی ترقی کے لئے جاننا ضروری ہے۔ ہر اس شخص کے لئے جاننا ضروری ہے جو جماعت سے منسلک ہے۔ پس اس بات کو سمجھنے کی افراد جماعت کو بہت زیادہ ضرورت ہے۔ خاص طور پر آجکل کے دور میں جبکہ آزادی کے نام پر ان غلط خیالات کا اظہار کیا جاتا ہے کہ کیوں ہم پابندیاں کریں؟ کیوں ہمارے پر پابندیاں عائد ہوتی ہیں؟ کیوں ہمیں بعض معاملات میں آزادی نہیں؟ ایک احمدی مسلمان کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اسلام نے ہر جائز آزادی اپنے ماننے والوں کو دی ہے۔ اور جتنی آزادیاں اسلام میں ہیں شاید ہی کسی دوسرے مذہب میں ہوں بلکہ اس کے مقابلے میں نہیں ہیں۔ لیکن بعض حدود جو قائم کی ہیں وہ انسان کے اپنے اخلاق کی درستی کے لئے، روحانی ترقی کے لئے اور جماعتی یکجہتی کے لئے اور جماعتی ترقی کے لئے قائم کی گئی ہیں اور ان کے اندر رہنا ضروری ہے۔

یہاں میں عہدیداروں کو بھی کہوں گا کہ اگر جماعتی ترقی میں مدد و معاون بننا ہے اور عہدے صرف بڑائی کی خاطر نہیں لئے گئے۔ اپنے اظہار کی خاطر نہیں لئے گئے۔ اپنی انا کی تسکین کی خاطر نہیں لئے گئے تو اطاعت کے مضمون کو سمجھنے کی سب سے زیادہ ضرورت ہر سطح کے عہدیداروں کو ہے۔ اگر عہدیدار اس مضمون کو سمجھ جائیں تو افراد جماعت خود بخود اس کی طرف توجہ کریں گے۔ اور ہر سطح پر اطاعت کے نمونے ہمیں نظر آئیں گے۔ ہمیں اونٹوں کی قطار کی پیروی کرتے ہوئے سب نظر آئیں گے۔ ایک رخ پر چلتے ہوئے نظر آئیں گے۔ امام کے قدم سے قدم ملاتے ہوئے چلتے ہوئے نظر آئیں گے۔ پس امیر بھی، صدر بھی اور دوسرے عہدیدار بھی پہلے اپنے جائزے لیں کہ کیا ان کی اطاعت کے معیار ایسے ہیں کہ ہر حکم جو خلیفہ وقت کی طرف سے آتا ہے اس کی بلا چون و چرا تعمیل کرتے ہیں یا اس میں تاویلیں نکالنے کی کوشش میں لگ جاتے ہیں۔ اگر تاویلیں نکالتے ہیں تو یہ اطاعت نہیں۔ روایات میں ایک واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کا آتا ہے۔ جب گلی میں چلتے ہوئے آپ کے ایک صحابی عبد اللہ بن مسعود نے ’بیٹھ جاؤ‘ کی آواز سنی اور بیٹھ گئے۔ آواز سن کر یہ نہیں کہا کہ یہ حکم تو اندر مسجد والوں کے لئے ہے بلکہ آواز سنی اور بیٹھ گئے اور بیٹھے بیٹھے مشکل سے قدم قدم مسجد کی طرف بڑھنا شروع کیا۔ کسی پوچھنے والے نے پوچھا کہ یہ آپ کو کیا ہوا

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.

Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) **& David Wilson.**

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

ہے جواس طرح گھسٹ رہے ہیں۔ آپ نے یہی جواب دیا کہ اندر سے مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز آئی تھی کہ بیٹھ جاؤ تو میں بیٹھ گیا۔ پوچھنے والے نے کہا کہ یہ حکم تو اندر والوں کے لئے تھا۔ آپ نے جواب دیا مجھے اس سے غرض نہیں کہ یہ اندر والوں کے لئے ہے یا باہر والوں کے لئے یا سب کے لئے۔ میرے کان میں اللہ کے رسول کی آواز پڑی اور میں نے اطاعت کی۔ پس یہی میرا مقصد ہے۔

(ماخوذ از سنن ابی داؤد کتاب الجمعة باب الامام یکلم الرجل فی خطبته حدیث 1091)

پس یہ معیار ہیں اطاعت کے جو ہمیں حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ بعض عہدیدار خلیفۂ وقت سے جو کوئی ہدایت آتی ہے تو اس پر عمل بھی کر لیتے ہیں لیکن بڑے انقباض سے، نہ چاہتے ہوئے یہ عمل کرتے ہیں۔ اور نہ چاہتے ہوئے عمل کرنا کوئی اطاعت نہیں ہے۔ اطاعت وہی ہے جو فوری طور پر کی جائے۔ اپنی رائے رکھنا کوئی بری بات نہیں ہے۔ لیکن جب کسی معاملے میں خلیفہ وقت کا فیصلہ آ جائے کہ یوں کرنا ہے تو پھر اپنی رائے کو یکسر بھلا دینا ضروری ہے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ مَیں بعض معاملات میں اپنی رائے رکھتا ہوں اور اپنی طرف سے دلیل کے ساتھ خلیفۃ المسیح کو اپنی رائے پیش کرتا ہوں لیکن اگر میری رائے ردّ ہو جائے تو کبھی مجھے خیال بھی نہیں آیا کہ کیوں یہ ردّ ہوئی ہے یا میری رائے کیا تھی۔ پھر میری رائے وہی بن جاتی ہے جو خلیفہ وقت کی رائے ہے۔ پھر کامل اطاعت کے ساتھ اس حکم کی بجا آوری پر میں لگ جاتا ہوں جو خلیفہ وقت نے حکم دیا تھا۔

(ماخوذ از حیات بشیر مؤلفہ شیخ عبدالقادر صاحب سابق سوداگر مَل صفحہ 323-322 مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس ربوہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: غسّال کی طرح اپنے آپ کو امام کے ہاتھ میں دو۔ (ماخوذ از خطبات نور صفحہ 131) جس طرح مردہ اپنے آپ کو ادھر ادھر نہیں کر سکتا، حرکت نہیں کر سکتا، اس کو نہلانے والا اس کو حرکت دے رہا ہوتا ہے۔ (ماخوذ از خطبات نور صفحہ 131 مطبوعہ ربوہ)

اسی طرح کامل اطاعت والے کا فرض ہے کہ اپنے آپ کو امام کے ہاتھ میں دیدے اور جب یہ معیار ہوگا تو تبھی عہد بیعت نبھانے والے بن سکیں گے۔ تبھی اللہ اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے اطاعت کے معیاروں کو حاصل کرنے والے بن سکیں گے۔

پس ہم میں سے ہر ایک کو جس نے بیعت کا عہد کیا ہے نہ صرف یہ سوچ پیدا کرنی ہوگی بلکہ اپنے عمل سے اس کا ثبوت دینا ہوگا۔ اپنے نمونے نئے آنے والوں کے لئے بھی اور اپنی اولادوں کے لئے بھی قائم کرنے ہوں گے۔ نوجوانوں کو بھی اپنے نمونے بڑوں کو دکھانے کی ضرورت ہے، یعنی بڑے اپنے نمونے قائم کریں جوان کے بچے اور نوجوان دیکھیں اور سیکھیں اور سب سے بڑھ کر یہ معیار اوپر سے لے کر نیچے تک ہر عہدیدار کو دکھانا ہوگا، قائم کرنا ہوگا۔ یہاں بعض ذہنوں میں کبھی کبھی یہ سوال اٹھتا ہے۔ اگر وہ باتیں صحیح ہیں۔ میں سوال کی بات کر رہا ہوں جو مجھ تک پہنچے ہیں اگر یہ باتیں صحیح ہیں کہ یہ سوال اٹھانے والے اٹھاتے ہیں کہ کامل اطاعت شاید نقصان دہ ہے۔ اور ایسے لوگوں کی یہ سوچ شاید اس لئے ہے جو کامل اطاعت کو نقصان دہ سمجھتے ہیں کہ یہاں جرمنی میں ہٹلر نے اپنا ہر حکم منوایا اور ڈکٹیٹر بن کر رہا اس لئے دوسری جنگ عظیم میں یہ تصور ہے، یہ تاثر ہے کہ اس وجہ سے ہماری یعنی جرمنی کی شکست بھی ہوئی۔ ان کو نقصان اٹھانا پڑا، سبکی اٹھانی پڑی۔

مَیں یہاں ہر احمدی اور ہر نئے آنے والے اور ہر نوجوان پر واضح کرنا چاہتا ہوں کہ امامت اور خلافت اور ڈکٹیٹر شپ میں بڑا فرق ہے۔ خلافت زمانے کے امام کو ماننے کے بعد قائم ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق قائم ہوئی ہے اور ہر ماننے والا یہ عہد کرتا ہے کہ ہم خلافت کے نظام کو جاری رکھیں گے۔ دین میں کوئی جبر نہیں ہے۔ جب اپنی خوشی سے دین کو مان لیا تو پھر دین کے قیام کے لئے اس عہد کو نبھانا بھی ضروری ہے جو خلافت کے قیام کے لئے ایک احمدی کرتا ہے اور جو قومی یکجہتی کے لئے وحدت کے لئے ضروری ہے۔ خلافت کی اطاعت کے عہد کو اس لئے نبھانا ہے کہ ایک امام کی سرکردگی میں خدا تعالیٰ کی حکومت کو دنیا کے دلوں میں بٹھانے کی مشترکہ کوشش کرنی ہے۔ دوسرے مسلمان جو ہیں وہ بغیر امام کے ہیں اور جماعت احمدیہ کی کوششیں جو ہیں وہ خلافت سے وابستہ ہو کر ہو رہی ہیں۔ یہ سب کوششیں جو خلافت سے وابستہ ہو کر ہو رہی ہیں ان کی کامیابی کے نتائج بتا رہے ہیں کہ اسلام کی حقیقی تعلیم کے ساتھ (حقیقی تعلیم دوسرے مسلمانوں کے پاس بھی ہے لیکن اسلام کی حقیقی تعلیم کے ساتھ) ان نتائج کا حصول، کامیابی کا حصول خلافت کی لڑی میں پروئے جانے کی وجہ سے ہے۔

پھر خلافت کا مقصد حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف بھرپور توجہ دینا ہے۔ ان حقوق کو منوانا اور قائم کرنا اور مشترکہ کوشش سے ان کی ادائیگی کی کوشش کرنا ہے۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے لئے افراد جماعت میں یہ روح پیدا کرنا ہے۔ ان کو توجہ دلانا ہے کہ دین بہرحال دنیا سے مقدم رہنا چاہئے اور اسی میں تمہاری بقا ہے۔ اس میں تمہاری نسلوں کی بقا ہے۔ یہ ایک روح پھونکنا بھی خلافت کا کام ہے۔ توحید کے قیام کے لئے بھرپور کوشش یہ بھی خلافت کا کام ہے۔ جبکہ دنیاوی لیڈروں کے تو دنیاوی مقاصد ہیں۔ ان کا کام تو اپنی دنیاوی حکومتوں کی سرحدوں کو بڑھانا ہے۔ اسی کی ان کو فکر پڑی رہتی ہے۔ ان کا کام تو سب کو اپنے زیرنگیں کرنا ہے۔ دنیا میں آپ دیکھیں اپنے ملکوں کی حدوں سے باہر نکل کر بھی دوسرے ملکوں کی آزادیوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں چاہے وہ ڈکٹیٹر ہوں یا سیاسی حکومتیں ہوں۔ دنیاوی لوگوں کا تو یہ کام ہے۔ ان کا کام تو جھوٹی اَناؤں اور عزتوں کے لئے انصاف کی دھجیاں اڑانا ہے جو ہمیں مسلمان دنیا میں بھی اور باقی دنیا میں بھی نظر آتی ہے۔

کون سا ڈکٹیٹر ہے جو اپنے ملک کی رعایا سے ذاتی تعلق بھی رکھتا ہو۔ خلیفۂ وقت کا تو دنیا میں پھیلے ہوئے ہر قوم اور ہر نسل کے احمدی سے ذاتی تعلق ہے۔ ان کے ذاتی خطوط آتے ہیں جن میں ان کے ذاتی معاملات کا ذکر ہوتا ہے۔ ان روزانہ کے خطوط کو ہی اگر دیکھیں تو دنیا والوں کے لئے ایک یہ ناقابل یقین بات ہے۔ یہ خلافت ہی ہے جو دنیا میں بسنے والے ہر احمدی کی تکلیف پر توجہ دیتی ہے۔ ان کے لئے خلیفۂ وقت دعا کرتا ہے۔

کون سا دنیاوی لیڈر ہے جو بیماروں کے لئے دعائیں بھی کرتا ہو۔ کون سا لیڈر ہے جو اپنی قوم کی بچیوں کے رشتوں کے لئے بے چین اور ان کے لئے دعا کرتا ہو۔ کون سا لیڈر ہے جس کو بچوں کی تعلیم کی فکر ہو۔ حکومت بیشک تعلیمی ادارے بھی کھولتی ہے۔ صحت کے ادارے بھی کھولتی ہے۔ تعلیم تو مہیا کرتی ہے لیکن بچوں کی تعلیم جو اس دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں ان کی فکر صرف آج خلیفۂ وقت کو ہے۔ جماعت احمدیہ کے افراد ہی وہ خوش قسمت ہیں جن کی فکر خلیفۂ وقت کو رہتی ہے کہ وہ تعلیم حاصل کریں۔ ان کی صحت کی فکر خلیفۂ وقت کو رہتی ہے۔ رشتے کے مسائل ہیں۔ غرض کہ کوئی مسئلہ بھی دنیا میں پھیلے ہوئے احمدیوں کا چاہے وہ ذاتی ہو یا جماعتی ایسا نہیں جس پر خلیفۂ وقت کی نظر نہ ہو اور اس کے حل کے لئے وہ عملی کوشش کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتا نہ ہو۔ اس سے دعائیں نہ مانگتا ہو۔ مَیں بھی اور میرے سے پہلے خلفاء بھی یہی کچھ کرتے رہے۔

مَیں نے ایک خاکہ کھینچا ہے بے شمار کاموں کا جو خلیفہ وقت کے سپرد خدا تعالیٰ نے کئے ہیں اور انہیں اس نے کرنا ہے۔ دنیا کا کوئی ملک نہیں جہاں رات سونے سے پہلے چشم تصور میں مَیں نہ پہنچتا ہوں اور ان کے لئے سوتے وقت بھی اور جاگتے وقت بھی دعا نہ ہو۔ یہ مَیں باتیں اس لئے نہیں بتا رہا کہ کوئی احسان ہے۔ یہ میرا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ اس سے بڑھ کر مَیں فرض ادا کرنے والا بنوں۔

کہنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ خلافت اور دنیاوی لیڈروں کا موازنہ ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ ویسے ہی غلط ہے۔ بعض دفعہ دنیاوی لیڈروں سے باتوں میں جب مَیں صرف ان کو روزانہ کی ڈاک کا ہی ذکر کرتا ہوں کہ اتنے خطوط مَیں دیکھتا ہوں لوگوں کے ذاتی بھی اور دفتری بھی تو حیران ہوتے ہیں کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ پس کسی موازنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

بعض لوگوں کی اس غلط فہمی کو بھی دور کر دوں گو کہ پہلے بھی مَیں شرائط بیعت کے خطبات کے ضمن میں اس کا تفصیلی ذکر کر چکا ہوں کہ ہر احمدی خلیفہ وقت سے اس کے معروف فیصلہ پر عمل کرنے کا عہد کرتا ہے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ معروف کی تعریف انہوں نے خود کرنی ہے۔ ان پر واضح ہو کہ معروف کی تعریف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کر دی ہے۔ یہ پہلے ہی تعریف ہو چکی ہے۔ معروف فیصلہ وہ ہے جو قرآن اور سنت کے مطابق ہو۔ جس خلافت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق عَلٰی مِنْهَاجِ النُّبُوَّة پر قائم ہونا ہے، اس طریق کے مطابق چلنا ہے جو نبوت قائم کر چکی ہے اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے مطابق یہ دائمی بھی ہے جو آپ کے کام کو آگے چلانے کے لئے ہے وہ قرآن و سنت کے منافی یا خلاف کوئی کام کر ہی نہیں سکتی اور یہی معروف ہے۔ معروف سے یہاں یہ مراد ہے۔ پس اطاعت کے بغیر دوسروں کے لئے اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ یا پھر قرآن و سنت سے جو اختلاف کرنے والے ہیں یہ ثابت کریں کہ خلیفۂ وقت کا فلاں فیصلہ یا فلاں کام قرآن و سنت کے منافی ہے۔ یہاں یہ بھی بتا دوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی بتایا ہے کہ خلفاء راشدین کے فیصلے اور عمل اور سنت بھی تمہارے لئے قابل اطاعت ہیں۔ ان پر چلو۔

(سنن ابی داؤد کتاب السنة باب فی لزوم السنة حدیث 4607)

پس یہ ثابت کرنے کے لئے کہ فیصلے غلط ہیں پہلے بہت کچھ سوچنا ہوگا۔ جماعت میں رہتے ہوئے اگر کوئی بات کرنی ہے تو پھر ادب کے دائرہ میں رہتے ہوئے خلیفہ وقت کو لکھنا ہوگا۔ لکھنے کی اجازت ہے۔

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

اِدھر اُدھر باتیں کرنے کی اجازت نہیں۔ یہاں سے وہاں بیٹھ کر غلط قسم کی افواہیں پھیلانے کی اجازت نہیں ہے۔ تا کہ اگر سمجھنے والے کی سمجھ میں غلطی ہے تو خلیفہ وقت اس کو دور کر سکے اور اگر سمجھے کہ اس غلطی کو جماعت کے سامنے بھی رکھنے کی ضرورت ہے تو تمام جماعت کو بتائے۔ جماعت جب بڑھتی ہے تو منافقین بھی اپنا کام کرنا چاہتے ہیں۔ حاسدین بھی اپنا کام کرتے ہیں۔ خلافت سے سچی وفا یہ ہے کہ ان کے منصوبوں کو ہر سطح پر ناکام بنائیں اور خلافت سے جو بعض بدظنیاں پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان کو اپنے قریب بھی نہ پھٹکنے دیں۔

حضرت مولوی شیر علی صاحب کا ایک واقعہ ہے جو قرآن کریم کا ترجمہ انگلش میں کرنے کے لئے لندن آ رہے تھے تو بمبئی سے غالباً ان کی روانگی تھی۔ وہاں پہنچے تو جمعہ کا دن آ گیا۔ جماعت نے درخواست کی کہ آج جمعہ ہے آپ جمعہ پڑھائیں۔ قادیان سے آئے ہیں بزرگ ہیں صحابی ہیں ہم بھی آپ سے کوئی فیض پالیں۔ نہ جماعت والے آپ کو جانتے تھے، نہ کبھی دیکھا تھا، نہ آپ کسی کو جانتے تھے۔ آپ نے خطبہ دیا کہ دیکھو تم مجھے جانتے نہیں ہو۔ بعضوں نے مجھے دیکھا بھی نہیں ہوا۔ تم نے مجھے جمعہ کے لئے کھڑا کر دیا۔ آج اپنا امام بنا دیا۔ اسلامی تعلیم یہ ہے کہ اگر امام نماز پڑھاتے ہوئے کوئی غلطی کرے تو تم نے سبحان اللہ کہہ دینا ہے۔ اگر امام اس سبحان اللہ پر اپنی اصلاح کر لیتا ہے تو ٹھیک ہے۔ اگر وہ اصلاح نہیں کرتا، اسی طرح اپنے عمل جاری رکھتا ہے تو تمہارا کام کامل اطاعت کرتے ہوئے اس کے ساتھ اٹھنا اور بیٹھنا ہے۔ تمہارا کوئی حق نہیں بنتا ہے کہ تم اپنے طور پر نماز پڑھنی شروع کر دو۔ اسی طرح تم نے بیٹھنا ہے اسی طرح اٹھنا ہے اسی طرح جھکنا ہے۔ پس آگے انہوں نے فرمایا کہ جب عارضی امامت میں اطاعت کا یہ معیار ہے اس کی اتنی پابندی ہے تو خلیفہ وقت کی بیعت میں آ کر جو تم عہد کرتے ہو اور خوشی سے عہد کر کے خود شامل ہوتے ہو، اس میں کس قدر اطاعت ضروری ہے۔ جبکہ تم نے خود سوچ سمجھ کر یہ بیعت کی ہے۔ پس یاد رکھیں عہد بیعت پورا کرنے کے لئے اطاعت انتہائی اہم ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

’’اطاعت ایک ایسی چیز ہے کہ اگر سچے دل سے اختیار کی جائے تو دل میں ایک نور اور روح میں ایک لذت اور روشنی آتی ہے۔ مجاہدات کی اس قدر ضرورت نہیں ہے جس قدر اطاعت کی ضرورت ہے۔ مگر ہاں یہ شرط ہے کہ سچی اطاعت ہو اور یہی ایک مشکل امر ہے۔ اطاعت میں اپنے ہوائے نفس کو ذبح کر دینا ضروری ہوتا ہے بدُوں اس کے اطاعت ہو ہی نہیں سکتی اور ہوائے نفس ہی ایک ایسی چیز ہے جو بڑے بڑے موحدوں کے قلب میں بھی بت بن سکتی ہے‘‘۔ بڑے بڑے توحید کا دعویٰ کرنے والے جو ہیں وہ بھی اطاعت سے بعض دفعہ باہر نکل جاتے ہیں بت بنا بیٹھتے ہیں۔ فرمایا: ’’کوئی قوم قوم نہیں کہلا سکتی اور ان میں ملّت اور یگانگت کی روح نہیں پھونکی جاتی جب تک کہ وہ فرمانبرداری کے اصول کو اختیار نہ کریں‘‘۔ پھر فرماتے ہیں کہ ’’اختلاف رائے کو چھوڑ دیں اور ایک کی اطاعت کریں جس کی اطاعت کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ پھر جس کام کو چاہتے ہیں وہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے اس میں یہی تو سرّ ہے۔ اللہ تعالیٰ توحید کو پسند فرماتا ہے اور یہ وحدت قائم نہیں کی جا سکتی جب تک اطاعت نہ کی جاوے۔ (تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد دوم صفحہ 247-246 تفسیر سورۃ النساء زیر آیت 59۔ الحکم جلد 5 نمبر 5 مورخہ 10 فروری 1901ء صفحہ 1 کالم 3-2)

تاریخ اسلام میں ہم دیکھتے ہیں کہ صحابہ نے کامل اطاعت کی وجہ سے اپنی گردنیں کٹوانے سے بھی دریغ نہیں کیا اور چند سالوں میں دنیا میں اسلام کو پھیلا دیا تو یہ اطاعت کی وجہ تھی۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جنگوں سے اسلام پھیلا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ تبلیغ بھی انہوں نے کی۔ اگر کہیں جنگوں کا سامنا ہوا تو دشمن کی کثرت اور تعداد اور حملے انہیں اپنے کام سے روک نہیں سکے۔ اطاعت کی روح ان میں تھی تو کثیر دشمن کے سامنے بھی اگر ضرورت پڑی تو کھڑے ہو گئے اور اس کے مقابلے میں ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت موسیٰ کے ماننے والوں نے اطاعت کا نمونہ نہ دکھا کر چالیس سال تک اپنے آپ کو انعام سے محروم رکھا۔ پس اگر ترقی کرنی ہے تو اس زمانے کا جو جہاد ہے جو اپنی تربیت کا جہاد ہے اور پھر وہ جہاد ہے جو تبلیغ کے ذریعہ ہونا ہے خلیفہ وقت کے پیچھے چل کے ہونا ہے اس کی پابندی کرنی ہوگی۔ اسی طرح عمل کرنا ہوگا جس کی مثال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اِبِل یعنی اونٹوں کی مثال سے واضح فرمائی ہے۔ اپنی فطرت ثانیہ اطاعت کو بنانا ہوگا بلکہ ہر چیز پر اطاعت امام کو فوقیت دینی ہوگی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہی تفسیر کی روشنی میں بات مزید آگے بڑھاتا ہوں کہ ہلاکت سے بچنے اور بھٹکنے سے بچنے کے لئے اپنی اطاعت کو اطاعت کے اعلیٰ معیاروں پر رکھنے کی ضرورت ہے۔ خلافت کے ساتھ جڑ کر ہی صبر کے ساتھ مشکلات میں سے گزرا جا سکتا ہے۔ یہ بھی آپ نے فرمایا جو مشکلات میں سے گزر سکتے ہیں تو صبر کے ساتھ مشکلات میں سے خلافت کے ساتھ جڑ کر ہی گزرا جا سکتا ہے۔ مخالفین احمدیت جتنا بھی ہمیں دبائیں گے۔ ہمیں اپنے زعم میں جتنا بھی دبانے کی کوشش کریں گے، مشکلات میں ڈالیں گے، اپنے زعم میں ہمیں ختم کرنے کی آخری کوششیں کریں گے، اللہ تعالیٰ ہمیں اس کے باوجود ہماری منزلوں کی طرف انشاء اللہ تعالیٰ لے جاتا چلا جائے گا۔ لیکن شرط یہی ہے کہ اطاعت اور کامل اطاعت۔

آج ہم دیکھتے ہیں دوسرے مسلمان بیشک قرآن و سنت کو ماننے اور عمل کا دعویٰ کرتے ہیں جیسا کہ میں نے پہلے بھی بیان کیا لیکن ہمیں ان میں صبر اور برداشت نظر نہیں آتی۔ سوائے اسلام کو بدنام کرنے کے اور کیا کام یہ لوگ کر رہے ہیں۔ پس یہ آج صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کا ہی طُرّہ امتیاز ہے کہ صبر اور برداشت کے ایسے نمونے قائم کر رہے ہیں جو قابل رشک ہیں۔ تکلیفوں کو برداشت کرنے کے ایسے نمونے دکھا رہے ہیں جو کہ دَورِ اوّل کے مسلمانوں میں نظر آتے ہیں۔ اور وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعة:4) کا مضمون اس زمانے کے لئے واضح ہو جاتا ہے۔

پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اونٹ سفر کے لئے پانی جمع رکھتا ہے۔ اس بات سے غافل نہیں ہوتا کہ میں نے ضرورت کے وقت پانی کی کمی کو کس طرح پورا کرنا ہے۔ پانی جمع رکھتا ہے تا کہ ضرورت کے وقت وہ پانی کام آئے۔ آپ نے فرمایا کہ مومن کو بھی ہر وقت سفر کے لئے تیار اور محتاط رہنا چاہئے۔ اور یہ تیاری اور احتیاط کس طرح ہوگی؟ یہ زادِ راہ کے ساتھ ہے۔ زادِ راہ رکھنے سے ہوگی۔ اور جیسا کہ میں نے پہلے کہا مومن بھی اس دنیا میں مسافر کی طرح ہے اور بہترین زادِ راہ مومن کے لئے تقویٰ ہے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد اول صفحہ 394 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اعمال کو اور اپنی عبادتوں کو وہ رنگ ہمیں دینے کی ضرورت ہے جو ہمارے لئے بہترین زادِ راہ ثابت ہوں۔ اس زمانے کے امام کو مان کر روحانی پانی ہمیں میسر آ گیا۔ اس کو سنبھالنا اور اس سے فائدہ اٹھانا اب ہمارا کام ہے۔ پس اس حقیقت کو بھی ہر احمدی کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ کیا ہی خوش قسمت ہیں وہ جو کامل اطاعت کے ساتھ امام وقت کی باتوں کو سنتے ہیں اور ان پر عمل کرتے ہیں اور یہی باتیں ہیں جو پھر خلافت کے انعام سے بھی فیض پانے والا بناتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں خلافت کے فیض سے فیض پانے والے وہی بتائے ہیں جو عمل صالح کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں، توحید کو قائم رکھنے والے ہیں۔ اور یہی وہ لوگ ہیں جو تقویٰ پر چلنے والے کہلاتے ہیں۔

پس ان باتوں کو سامنے رکھتے ہوئے ہم کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ خلافت میں کبھی دنیاوی مقاصد ہو سکتے ہیں یا خلافت کا مقصد بھی دنیاوی مقاصد کی طرح ہے یا دنیا داروں کی طرح ہے۔ دنیاوی مقاصد حاصل کرنے والوں کا روحانیت سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ وہ تو تمام دنیاوی ساز و سامان کے ساتھ بھی بسا اوقات کامیاب نہیں ہوتے۔ ان کے دنیاوی مقاصد پورے نہیں ہوتے۔ کامیابی تو وہی ہے ناں جو آخری فتح مل جائے۔ وہ ان کو حاصل نہیں ہوتی۔ لیکن خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والوں اور تقویٰ پر چلنے والوں کا مقصد دنیاوی ہار جیت نہیں ہے بلکہ کامل اطاعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا اور تقویٰ میں بڑھنا ہوتا ہے۔ ہمارا مقصد خدا تعالیٰ کی حکومت دنیا میں قائم کرنا ہے۔ کوئی ذاتی نفع رسانی نہیں ہے۔ توحید کا جھنڈا لہرانا ہے۔ ہم نے دنیا کے دل جیت کر دنیا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے لانا ہے۔ اسی مقصد کے لئے ہمارے تبلیغی پروگرام ہیں اور دوسرے پروگرام ہیں۔ اس کے حصول کے لئے ہماری دعاؤں کی طرف توجہ ہے اور ہونی چاہئے۔

پس خلافت تو ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے کام کر رہی ہے۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا اس کے لئے اس روح کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ خلافت ہے کیا؟ اور یہ بات اسی وقت سمجھ آئے گی جب کامل اطاعت پر یقین پیدا ہوگا۔ کوئی جتنا جتنا بھی اپنے آپ کو عالم مدبّر یا مقرر سمجھتا ہے، اگر اطاعت نہیں ہے تو نہ ہی جماعت احمدیہ میں اس کی کوئی جگہ ہے، نہ ہی اس کا یہ علم اور عقل دنیا کو کوئی روحانی فائدہ پہنچا سکتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس فقرے کو ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ انسان کے لئے ضروری

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals
• Switching Visas
• Over Stayers
• Legacy Cases
• Work Permits
• Visa Extensions
• Judicial Reviews
• Tribunal Appeals
قانونی مشاورت برائے اسائلم
HEAD OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
Tel: 02086 720 666 02086 721 738
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

ہے کہ وہ اتباع امام کو اپنا شعار بناوے۔ پس جب مکمل طور پر خلیفہ وقت کی پیروی اور اطاعت اختیار کر لیں گے۔ خلیفہ وقت کی طرف سے ملنے والی ہدایات اور حکموں پر عمل کریں گے اور ان کی توجیہیں اور تاویلات نکالنی بند کر دیں گے تو علم بھی اور عقل بھی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرتے ہوئے ثمر آور ہو گی اور پھل پھول لائے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس تفسیر پر بنیاد رکھتے ہوئے جب ہم باقی آیات جو میں نے تلاوت کی تھیں ان کو بھی دیکھیں تو مزید معانی کھلتے ہیں کہ روحانی آسمان کی بلندیوں کو بھی انسان اُسی وقت چھو سکتا ہے جب اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ (النساء:60) کے مضمون کو سمجھیں۔ اور جیسا کہ میں نے کہا عہدیداران اپنے آپ کو اولی الامر سمجھ کر اپنی اطاعت کروانے کے اس وقت تک حقدار نہیں کہلا سکتے جب تک خلافت کی کامل اطاعت اپنے اوپر لاگو نہیں کرتے اور تاویلیں کرنے سے پرہیز نہیں کرتے۔ بلکہ خلیفہ وقت کے ہر لفظ کے اپنے لئے قابل اطاعت سمجھ کر اس پر عمل کریں۔

بعض دفعہ بعض معاملات تحقیق کے لئے جب بھیجے جائیں تو پہلی یہ کوشش ہوتی ہے کہ یہ پتا کرو کہ شکایت کس نے کی ہے۔ بجائے اس کے کہ یہ دیکھا جائے کہ وہ بات سچ ہے یا غلط ہے۔ اگر تحقیق میں سچائی ہے تو اس کے لئے اس کا مداوا ہونا چاہئے اس کا حل ہونا چاہئے اور جو بھی کمی ہے اس کو پورا ہونا چاہئے اور غلط ہے تو پھر رپورٹ دے دی جائے کہ غلط ہے کسی نے یونہی بات کر دی۔ تحقیق بعد میں کی جاتی ہے، پہلے اس شخص کا پتا کھوج لگانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ کون ہے وہ یا کون نہیں ہے۔ اس سے کسی عہدیدار کو غرض نہیں ہونی چاہئے کہ کس نے شکایت کی ہے کس نے اطلاع دی ہے۔ آپ کا کام یہ ہے کہ جو رپورٹ بھیجی جائے، رپورٹ کے لئے کوئی بات بھیجی جائے اس پر تحقیق کریں اور اطلاع دیں۔ جہاں خلیفہ وقت کے کسی حکم کی واضح طور پر سمجھ نہ آئے جیسا کہ پہلے بھی میں نے کہا ہے وہاں یہ کہنے کی بجائے کہ اس کا یہ مطلب ہے اور وہ مطلب ہے مجھ سے لکھ کر پوچھیں کہ اس بات کی مزید وضاحت چاہئے ہمیں یہ واضح نہیں ہوئی۔ اس بات کا کیا مطلب ہے۔ اسی طرح ہر فرد جماعت کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ کامل اطاعت کرے۔ جب ہر ایک کامل اطاعت کرے گا تو روحانی بلندیوں کی طرف ہمارے قدم انشاء اللہ بڑھیں گے۔ یہی اس آیت کا مطلب ہے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب روحانی بلندیوں پر جاؤ گے تو ایمان بھی اس طرح مضبوط ہوں گے جس طرح پہاڑ مضبوطی سے زمین میں گڑھے ہوئے ہیں اور اس روحانی عروج اور مضبوطی ایمان کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم زمین پر اسلام کا پیغام لے کر پھیل جاؤ گے۔ تمہاری ترقی انشاء اللہ تعالیٰ مشرق میں بھی ہو گی اور مغرب میں بھی ہو گی۔ یورپ بھی تمہارا ہوگا اور ایشیا بھی۔ امریکہ بھی تمہارا ہوگا اور افریقہ بھی۔ آسٹریلیا میں بھی حقیقی اسلام کا جھنڈا لہرائے گا اور جزائر میں بھی۔

اسلام کے پھیلنے کے حوالے سے مَیں ایک اور بات بھی کہنا چاہتا ہوں۔ یہاں مَیں نے یہ سنا ہے کہ ایک اعتراض کرنے والے کی یہ بات سن کر آپ میں سے بعض پریشان ہو جاتے ہیں کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ فرمایا کہ جرمنی فتح ہو گیا تو یورپ فتح ہو گیا۔ جلسہ پر یہ بینر لگا ہوا تھا تو کسی نے دیکھ کر یہ اعتراض کیا کہ گویا آپ یہاں جرمنی کو فتح کرنے آئے ہیں۔ ظاہراً آپ نرمی اور پیار کا نعرہ لگاتے ہیں اور لبادہ اوڑھا ہوا ہے لیکن آپ کے عزائم خطرناک ہیں۔ یہ بات کہنے والے کی بھی بے سمجھی ہے۔ بے عقلی ہے یا شرارت ہے۔ اگر شرارت ہے تو خطرناک ہے کہ اس طرح مسلمانوں کے خلاف بھڑکانے کی کوشش کی جا رہی ہے، جماعت کے خلاف بھڑکانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اور سمجھانے والے کی بھی کم علمی ہے اور بلاوجہ کی پریشانی ہے کہ اس سوال سے پتا نہیں کیا ہو جائے گا۔ عمومی طور پر یہاں کے رہنے والے لوگ، مقامی جرمن لوگ عقل رکھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ جو جماعت دنیا میں مشنری کام کر رہی ہے اور خدمت خلق کے کام کر رہی ہے، تبلیغ اسلام کر رہی ہے تو اس لئے کہ اسلام کی خوبصورت تعلیم دنیا کو بتا کر انہیں اسلام سے قریب کرے اور اس میں شامل کرے۔ فتح کے لفظ سے قطعاً یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ خدانخواستہ ہم نے تلوار چلانی ہے یا حکومتوں پر قبضہ کرنا ہے۔ ہم تو سب سے پہلے یہ اعلان کرتے ہیں کہ دین کے معاملے میں کوئی جبر نہیں۔ یہ ہر ایک کے دل کا معاملہ ہے۔ پس اس میں پریشان ہونے والی تو کوئی بات نہیں ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا ہم دنیا میں تبلیغ کا کام کر رہے ہیں۔ جرمنی کیا اور یورپ کیا ہمیں تو انشاء اللہ تعالیٰ تمام دنیا کو فتح کرنا ہے۔ لیکن تلوار سے نہیں بلکہ دل جیت کر۔ اسلام کی خوبصورت تعلیم سے دلوں کو گھائل کر کے۔ اگر حضرت مصلح موعود نے یہ فقرہ کہا تھا تو یہ جرمن قوم کی بڑائی بیان کی تھی۔ ایک جرمن نو احمدی کی دعوت پر یہ فقرات کہے گئے تھے کہ یورپ کے لیڈر جرمن ہیں۔ اس وقت آپ کے زمانے میں جرمن نو احمدی وہاں گئے تھے تو یہ ان کی بڑائی بیان ہو رہی ہے کہ یورپ کے لیڈر جرمن ہیں۔ ان میں لیڈرانہ صلاحیت ہے۔ اگر انہوں نے اسلام کو سمجھ لیا تو سمجھو کہ یہ تمام یورپ کو سمجھا سکیں گے اور پھر یورپ ان کی بات مانے گا۔

(ماخوذ از ہر عبدالشکور کنزے کے اعزاز میں دعوتوں کے مواقع پر تین تقاریر، انوار العلوم جلد 21 صفحہ 69 مطبوعہ ربوہ)

حضرت مصلح موعود کی یہ بات سچ ہے۔ آج یہ ثابت ہو رہی ہے۔ یورپی یونین بنی ہوئی ہے۔ اس میں دیکھ لیں جرمنی کی لیڈرانہ صلاحیتیں ہی نظر آ رہی ہیں۔ ہر ایک اس کی طرف دیکھتا ہے۔ اب اس بات میں نہ تلوار کا سوال ہے نہ سختی کا سوال ہے بلکہ اسلام کی پیار و محبت کی تعلیم اور خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑنے کی تعلیم کی بات ہو رہی ہے۔ اس تعلیم کو لوگوں کے دلوں میں بٹھانے کی بات ہو رہی ہے۔

پرسوں ویزبادن میں مسجد کا سنگِ بنیاد تھا۔ چار سو سے اوپر وہاں کے مقامی لوگ آئے ہوئے تھے۔ جرمن مہمان آئے ہوئے تھے۔ میں نے مختصراً اسلامی تعلیم کے حوالے سے وہاں باتیں کیں۔ ہر ایک نے تقریباً یہی کہا کہ یہ پیغام ہم سب کے دل کی آواز ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں آج اسلام کو سمجھنے کا موقع ملا ہے۔ پس ہمیں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اگر ہم اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے اخلاص و وفا کے ساتھ اپنے کام کرتے رہے تو ان میں سے یا ان کی اگلی نسلوں میں سے لوگ اسلام کو سمجھیں گے اور داخل ہوں گے۔ جس کو اللہ چاہے گا اس کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے گا۔ پس خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے، نہ پریشان ہونے کی ضرورت ہے، نہ جھکنے کی ضرورت ہے، نہ ڈیفینسیو (defensive) ہونے کی ضرورت ہے، نہ ایسا جواب دینے کی ضرورت ہے جس سے خوف اور ڈر جھلک رہا ہو۔ نہ دنیاوی حکومتیں ہمارا مقصد ہیں اور نہ ہمیں ان کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت دلوں میں بٹھانا اور اس کے آگے جھکانا ہمارا کام ہے اور یہ کام انشاء اللہ ہم کرتے رہیں گے۔ پس اس کام کو کرنے کے لئے اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ہر احمدی کو خلافت سے کامل اطاعت پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جرمنی اور آسٹریا کی سرحد کے قریب Alps کی سیر

(عابد وحید خان۔ انچارج پریس اینڈ میڈیا آفس)

(جرمنی) 10 جون 2014ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جرمنی اور آسٹریا کے سرحد کے قریب واقع ایک تاریخی اور خوبصورت شہر Falkenstein کو رونق بخشی۔

المہدی مسجد Neufahrn-Munich کی افتتاحی تقریب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز Falkenstein کے لئے روانہ ہوئے۔

سفر کے دوران نہایت دلکش نظاروں پر مشتمل وادیوں سے گزر ہوا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور قافلہ کے افراد کا قیام Burg Hotel میں ہوا جو Falkenstein کے ایک بڑے پہاڑ پر واقع ہے۔ یہ ہوٹل آسٹریا میں موجود مشہور پہاڑی سلسلہ Alps کے مدِّ مقابل جرمنی کی سرحد کے اندر واقع ہے۔

ایک گائیڈ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو اس علاقہ کی تاریخ سے آگاہ کیا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بذات خود پہاڑوں کی تصویریں لیں۔

دوپہر کے کھانے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہوٹل میں ہی ظہر و عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واپسی کے لئے روانہ ہوئے۔ شام 8 بجکر 20 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے قافلہ کی بیت السبوح فرانکفرٹ تشریف آوری ہوئی جہاں مقامی احمدیوں نے حضور انور کا پر جوش استقبال کیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اسی روز المہدی مسجد سے دوپہر 12 بجکر 35 منٹ پر روانہ ہوئے تھے جہاں مقامی احمدیوں نے اپنے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو ہاتھ لہرا لہرا کر الوداع کیا تھا۔

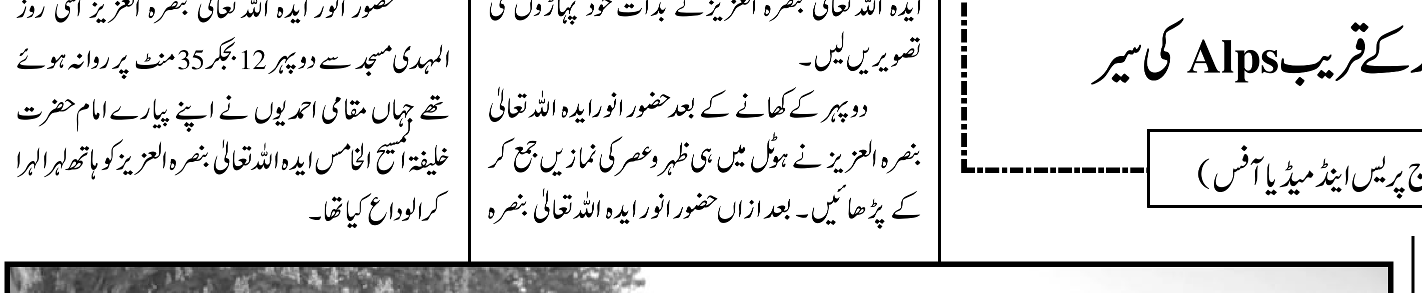

مزید معلومات کے لئے
media@pressahmadiyya.com

روزہ کے آداب اور ذکرِ الٰہی

(رانا غلام مصطفٰی منصور۔مربی سلسلہ)

عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِہٖ فَلَیْسَ لِلّٰہِ حَاجَۃٌ فِی اَنْ یَّدَعَ طَعَامَہٗ وَ شَرَابَہٗ ۔

(بخاری کتاب الصوم باب من لم یدع قول الزور والعمل بہ فی الصوم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص جھوٹ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو کوئی حاجت نہیں کہ ایسا شخص کھانا اور پینا چھوڑ دے۔

ذکرِ خدا پہ زور دے ، ظلمتِ دل مٹائے جا
گوہرِ شب چراغ بن ، دنیا میں جگمگائے جا

اللہ تبارک وتعالیٰ قرآنِ کریم میں ارشاد فرماتا ہے:
فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْا لِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ o
(البقرۃ۔153)

ترجمہ: پس میرا ذکر کیا کرو۔ میں بھی تمہیں یاد رکھوں گا۔ اور میرا شکر کرو اور میری ناشکری نہ کرو۔

ذکرِ الٰہی کے نتیجہ میں کامیابی کی نوید سناتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ o (الانفال ۔ 46)

ترجمہ: اور اللہ کو بہت یاد کیا کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

اللہ کو بہت یاد کرنے سے اس کی صفات دل میں روشن ہوتی ہیں اور ایمان اور جرأت میں زیادتی ہوتی ہے۔

فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنْ تُرْفَعَ وَ یُذْکَرَ فِیْھَا اسْمُہٗ یُسَبِّحُ لَہٗ فِیْھَا بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ O
(النور:37)

ترجمہ: ایسے گھروں میں جن کے متعلق اللہ نے اذن دیا ہے کہ انہیں بلند کیا جائے۔ اور ان میں اس کے نام کا ذکر کیا جائے۔ ان میں صبح وشام اس کی تسبیح کرتے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْبَیْتِ الَّذِیْ یُذْکَرُ اللّٰہُ فِیْہِ وَالْبَیْتِ الَّذِیْ لَا یُذْکَرُ اللّٰہُ فِیْہِ مَثَلُ الْحَیِّ وَ الْمَیِّتِ۔

(صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرین و قصرھا باب استحباب صلاۃ النافلۃ)

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس گھر کی مثال جس میں اللہ کا ذکر کیا جائے۔ اور اس گھر کی جس میں اللہ کا ذکر نہ کیا جائے زندہ اور مردہ کی مثال ہے۔

یاد جس دل میں ہو اس کی وہ پریشان نہ ہو
ذکر جس گھر میں ہو اس کا کبھی ویران نہ ہو

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّہٗ وَالَّذِیْ لَا یَذْکُرُ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ ۔(بخاری کتاب الدعوات باب فضل ذکر اللہ عزّو جل)

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا رہتا ہے اس کی مثال زندہ کی سی ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ کو یاد نہیں کرتا اس کی مثال مردہ کی سی ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ سَبْعَۃٌ ''یُظِلُّھُمُ اللّٰہُ رَجُلٌ'' ذَکَرَ اللّٰہَ فَفَاضَتْ عَیْنَاہُ۔

(بخاری کتاب الرقاق باب البُکاء من خشیۃ اللّٰہ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات آدمیوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ حشر کے دن اپنے سایہ میں رکھے گا۔ ایک ایسا شخص جو (تنہائی میں) اللہ کو یاد کرے اور اس کی آنکھیں (آنسوؤں سے) بہہ پڑیں۔ (یعنی محبتِ الٰہی یا خوفِ خدا کی وجہ سے آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑیں)۔

قَالَ اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنَا مَعَ عَبْدِیْ حَیْثُمَا ذَکَرَنِیْ وَ تَحَرَّکَتْ بِیْ شَفَتَاہُ ۔(بخاری کتاب التوحید باب قول اللّٰہ تعالیٰ لا تحرک بہ لسانک)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے اس وقت تک ساتھ ہوتا ہوں جب تک وہ مجھے یاد کرتا رہے اور جب تک میری یاد سے اس کے ہونٹ ہلتے رہیں۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِشَجَرَۃٍ یَّابِسَۃِ الْوَرَقِ فَضَرَبَھَا بِعَصَاہُ فَتَنَاثَرَالْوَرَقُ فَقَالَ اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ وَ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ لَتُسَاقِطُ مِنْ ذُنُوْبِ الْعَبْدِ کَمَا تُسَاقِطُ وَرَقُ الشَّجَرَۃِ ھٰذِہٖ ۔

(جامع ترمذی کتاب الدعوات حدیث نمبر 3310)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک خشک پتوں والے درخت پر سے گزرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اپنی لاٹھی ماری تو اس کے پتے جھڑے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ۔ لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور اللّٰہُ اَکْبَرْ کہنے سے اسی طرح گناہ جھڑتے ہیں جس طرح اس درخت کے پتے جھڑے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ عَزَّ وَ جَلَّ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ کُلَّ یَوْمٍ مِائَۃَ مَرَّۃٍ۔

(مسند احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرۃ ، مترجم جلد 4 حدیث نمبر 9806 صفحہ 684)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَیں دن میں روزانہ سو مرتبہ توبہ واستغفار کرتا ہوں۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَلِمَتَانِ حَبِیْبَتَانِ اِلَی الرَّحْمَانِ خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ ۔

(صحیح بخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ وَنضع الموازین القسط)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو کلمے ایسے ہیں جو خدائے رحمان کو بہت زیادہ پسند ہیں۔ زبان پر بہت ہلکے ہیں یعنی زبان سے ادائیگی میں بہت آسان ہیں۔ وزن میں بہت بھاری ہیں (یعنی خدائے بزرگ وبرتر کے دربار میں جب اعمال کا وزن ہوگا) وہ دو کلمے یہ ہیں۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔

❁ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

''ایک مرتبہ مَیں سخت بیمار ہوا یہاں تک کہ تین مختلف وقتوں میں میرے وارثوں نے میرا آخری وقت سمجھ کر مسنون طریقہ پر مجھے تین مرتبہ سورہ یٰسین سُنائی ۔ جب تیسری مرتبہ سورہ یٰسین سنائی گئی تو مَیں دیکھتا تھا کہ بعض عزیز میرے جواَب وہ دنیا سے گزر بھی گئے۔ دیواروں کے پیچھے بے اختیار روتے تھے۔ اور مجھے ایک قسم کا سخت قولنج تھا۔ اور بار بار دم بدم حاجت ہو کر خون آتا تھا۔ سولہ دن برابر ایسی حالت رہی۔ اور اسی بیماری میں میرے ساتھ ایک اور شخص بیمار ہوا تھا وہ آٹھویں دن راہیٔ ملک بقا ہو گیا۔ حالانکہ اس کے مرض کی شدت ایسی نہ تھی جیسی میری۔ جب بیماری کو سولھواں دن چڑھا۔ تو اس دن بکلّی حالتِ یاس ظاہر ہو کر تیسری مرتبہ مجھے سورہ یٰسین سنائی گئی ۔ اور تمام عزیزوں کے دل میں یہ پختہ یقین تھا کہ آج شام تک یہ قبر میں ہوگا۔ تب ایسا ہوا کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے مصائب سے نجات پانے کے لئے بعض اپنے نبیوں کو دعائیں سکھلائی تھیں مجھے بھی خدا نے الہام کر کے ایک دعا سکھلائی اور وہ یہ ہے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ۔ اور میرے دل میں خدا تعالیٰ نے یہ الہام کیا کہ دریا کے پانی میں جس کے ساتھ ریت بھی ہو ہاتھ ڈال ۔ اور یہ کلماتِ طیّبہ پڑھ اور اپنے سینہ اور پُشت سینہ اور دونوں ہاتھوں اور منہ پر اس کو پھیر کہ اس سے تُو شفا پائے گا۔ چنانچہ جلدی سے دریا کا پانی مع ریت منگوایا گیا۔ اور مَیں نے اسی طرح عمل کرنا شروع کیا۔ جیسا کہ مجھے تعلیم دی تھی ۔ اور اس وقت حالت یہ تھی کہ میرے ایک ایک بال سے آگ نکلتی تھی اور تمام بدن میں دردناک جلن تھی اور بے اختیار طبیعت اس بات کی طرف مائل تھی کہ اگر موت بھی ہو تو بہتر تا اس حالت سے نجات ہو۔ مگر جب وہ عمل شروع کیا تو مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ہر ایک دفعہ ان کلماتِ طیّبہ کے پڑھنے اور پانی کو بدن پر پھیرنے سے مَیں محسوس کرتا تھا کہ وہ آگ اندر سے نکلتی جاتی ہے اور بجائے اس کے ٹھنڈک اور آرام پیدا ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ابھی اس پیالہ کا پانی ختم نہ ہوا تھا کہ مَیں نے دیکھا کہ بیماری بکلی مجھے چھوڑ گئی۔ اور مَیں سولہ دن کے بعد رات کو تندرستی کے خواب سے سویا۔''

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 208۔209)

❁ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اسمِ اعظم کے بارہ میں بیان فرماتے ہیں:

''رات کو میری ایسی حالت تھی کہ اگر خدا تعالیٰ کی وحی نہ ہوتی تو میرے اس خیال میں کوئی شک نہ تھا کہ میرا آخری وقت ہے۔ ایسی حالت میں میری آنکھ لگ گئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جگہ پر مَیں ہوں اور وہ کوچہ سربستہ سا معلوم ہوتا ہے کہ تین بھینسے آئے ہیں۔ ایک ان میں سے میری طرف آیا تو مَیں نے اسے مار کر ہٹا دیا۔ پھر دوسرا آیا اسے بھی ہٹا دیا۔ پھر تیسرا آیا اور وہ ایسا پُر زور معلوم ہوتا تھا کہ مَیں نے خیال کیا کہ اب اس سے مفر نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ کی قدرت کہ مجھے اندیشہ ہوا تو اس نے اپنا منہ ایک طرف پھیر لیا۔ مَیں نے اس وقت غنیمت سمجھا کہ اس کے ساتھ رگڑ کر نکل جاؤں۔ مَیں وہاں سے بھاگا اور بھاگتے ہوئے خیال آیا کہ وہ بھی میرے پیچھے بھاگے گا۔ مگر مَیں نے پھر کر نہ دیکھا۔ اس وقت خواب میں خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے دل پر مندرجہ ذیل دعا القاء کی گئی: رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَ انْصُرْنِیْ وَ ارْحَمْنِیْ ۔ اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ اسمِ اعظم ہے اور یہ وہ کلمات ہیں کہ جو اسے پڑھے گا ہر ایک آفت سے اسے نجات ہو گی۔'' (ملفوظات جلد دوم صفحہ 567۔568۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

❁ ایک اور الہام کے بارہ میں فرمایا:۔

''چونکہ بیماری وبائی کا بھی خیال تھا۔ اس کا علاج خدا تعالیٰ نے یہ بتلایا کہ اس کے ان ناموں کا وِرد کیا جاوے۔ یَا حَفِیْظُ ۔ یَا عَزِیْزُ ۔ یَا رَفِیْقُ ۔ رفیق خدا تعالیٰ کا نیا نام ہے جو کہ اس سے پیشتر اسماءِ باری تعالیٰ میں کبھی نہیں آیا۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 427۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ بُسْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ شَرَائِعَ الْاِسْلَامِ قَدْ کَثُرَتْ عَلَیَّ فَاَخْبِرْنِیْ بِشَیْءٍ اَتَشَبَّثُ بِہٖ قَالَ لَا یَزَالُ لِسَانُکَ رَطْبًا مِّنْ ذِکْرِ اللّٰہِ ۔

(ترمذی ابواب الدعوات باب ماجاء فی فضل الذکر)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن بُسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کے احکام بہت زیادہ ہو گئے ہیں۔ مجھے ایسی چیز بتائیں کہ وہ میں کرتا رہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری زبان ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تَر رہے۔

حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بہترین نمونہ یہ ہے۔

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَذْکُرُ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ اَحْیَانِہٖ ۔ (صحیح بخاری کتاب الاذان باب ھل یتتبع المؤذن فاہ ھھنا) ۔

(صحیح مسلم کتاب الحیض باب ذکر اللہ تعالیٰ)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تمام اوقات میں ذکرِ الٰہی کیا کرتے تھے۔

❁ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام فرماتے ہیں:

''روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اسی قدر تَزْکِیَۂِ نَفْس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا منشاء اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدّ نظر رکھنا چاہئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اسے چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تا کہ تَبَتُّل اور اِنْقِطَاع حاصل ہو۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے، دوسری روٹی کو حاصل کرے جو رُوْح کی تسلی اور سیری کا باعث ہے۔ **اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تَسْبِیْح اور تَھْلِیْل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا انہیں مل جاوے۔**''

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 102۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

❁ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام ذکرِ الٰہی کی اصل غرض بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اصل غرض ذکرِ الٰہی سے یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کو فراموش نہ کرے اور اسے اپنے سامنے دیکھتا رہے۔ اس

طریق پر وہ گناہوں سے بچا رہے گا۔تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ ایک تاجر نے ستر ہزار کا سودا لیا اور ستر ہزار کا دیا۔مگر وہ ایک آن بھی خدا سے جدا نہیں ہوا۔پس یاد رکھو کہ کامل بندے اللہ تعالیٰ کے وہی ہوتے ہیں جن کی نسبت فرمایا ہے۔ لَا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ (النور:38) جب دل خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق اور عشق پیدا کر لیتا ہے تو وہ اس سے الگ ہوتا ہی نہیں۔اس کی ایک کیفیت اس طریق پر سمجھ میں آسکتی ہے کہ جیسے کسی کا بچہ بیمار ہو تو خواہ وہ کہیں جاوے، کسی کام میں مصروف ہو مگر اس کا دل اور دھیان اسی بچہ میں رہے گا۔اسی طرح پر جو لوگ خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق اور محبت پیدا کرتے ہیں۔وہ کسی حال میں بھی خدا تعالیٰ کو فراموش نہیں کرتے۔یہی وجہ ہے کہ صوفی کہتے ہیں کہ عام لوگوں کے رونے میں اتنا ثواب نہیں جتنا عارف کے ہنسنے میں ہے۔وہ بھی تسبیحات ہی ہوتی ہیں۔کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے عشق اور محبت میں رنگین ہوتا ہے۔یہی مفہوم اور غرض اسلام کی ہے کہ وہ آستانہ الوہیت پر اپنا سر رکھ دیتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد4 صفحہ 15۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

نیز فرمایا:

’’اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ۔(آل عمران:192) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دوسرا پہلو بیان کیا ہے کہ اُولو الالباب اور عقل سلیم بھی وہی رکھتے ہیں جو اللہ جلّ شانہٗ کا ذکر اُٹھتے بیٹھتے کرتے ہیں۔یہ گمان نہ کرنا چاہیے کہ عقل و دانش ایسی چیزیں ہیں جو یونہی حاصل ہو سکتی ہیں۔نہیں۔بلکہ سچی فراست اور سچی دانش اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کئے بغیر حاصل ہی نہیں ہو سکتی۔‘‘

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 41۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’جہاں عظمت اور ذکرِ الٰہی ہو وہاں فیضانِ الٰہی کثرت سے نازل ہوتا ہے۔‘‘(خطباتِ نور صفحہ 53)

نیز فرمایا:

’’رات کو اگر تم جنابِ الٰہی کو یاد کیا کرو تو تمہاری روح کو جنابِ الٰہی سے بڑا تعلق ہو جائے۔مومن اگر ذرا بھی توجہ کرے تو سب مشکلات آسانی سے دور ہو جائیں۔‘‘

(حقائق الفرقان جلد چہارم صفحہ 231 تا 232)

عادتِ ذکر بھی ڈالو کہ یہ ممکن ہی نہیں
دل میں ہو عشقِ صنم لب پہ مگر نام نہ ہو

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’اسلام .... ہر بالغ اور باصحت مسلمان پر یہ واجب قرار دیتا ہے کہ وہ رمضان کے روزے رکھے اور اِن مبارک ایام کو اللہ تعالیٰ کی عبادت اور تسبیح و تحمید اور قرآنِ کریم کی تلاوت اور دعاؤں اور ذکرِ الٰہی میں بسر کرے تا کہ اُسے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 386)

نیز فرمایا: جب تم اللہ تعالیٰ کو یاد کرو گے تو وہ بھی تمہیں یاد کرے گا۔تمہیں اپنے قرب اور الہام سے عزت بخشے گا۔اور تمہاری اور تمہاری قوم کی اصلاح کے سامان پیدا فرمائے گا۔چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دوسرے خطبہ میں جو کلمات پڑھنے کی ہدایت فرمائی ہے۔اس کے کچھ الفاظ یہ بھی ہیں کہ اُذْكُرُوا اللّٰهَ يَذْكُرْكُمْ یعنی اللہ کو یاد کرو جس کے نتیجہ میں وہ تمہیں یاد کرے گا۔اسی طرح قرآن کریم میں آتا ہے کہ فَاذْكُرُوْنِيْ اَذْكُرْكُمْ (بقرہ) یعنی چاہیے کہ تم مجھے یاد کرو اس کے نتیجہ میں میں بھی تمہیں یاد کروں گا یعنی تمہیں اپنے قرب میں جگہ دوں گا اور تمہاری ہر تکلیف اور مصیبت میں تمہاری مدد کروں گا۔اور ظاہر ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر لے گا وہ بہت سی بدیوں سے بچ جائے گا اور خدا تعالیٰ کا معاملہ بھی اس سے محبت اور پیار کا ہو جائے گا۔اسی وجہ سے اسلام نے تمام اجتماعات میں ذکرِ الٰہی اور عبادت پر بڑا زور دیا ہے۔چنانچہ دیکھ لو ہم حج کے لئے جاتے ہیں تو وہاں بھی ذکرِ الٰہی ہوتا ہے۔عیدین میں جاتے ہیں تو وہاں بھی ذکرِ الٰہی ہوتا ہے۔شادی اور بیاہ کے لئے جاتے ہیں تو وہاں بھی ذکرِ الٰہی ہوتا ہے۔جنازہ کے لئے جاتے ہیں تو وہاں بھی ذکرِ الٰہی ہوتا ہے۔گویا ہمارے سب اجتماعوں کو بابرکت بنانے کا نسخہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی بیان فرمایا ہے کہ ان میں ذکرِ الٰہی اور عبادت زیادہ کی جائے۔اسی وجہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس مجلس میں خدا تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے خدا تعالیٰ کے فرشتے اس میں اُتر آتے ہیں۔پس مومن کا فرض ہے کہ وہ اپنے اوقات کو اس طرح صَرف کرے کہ ذکرِ الٰہی اس کی زبان پر جاری ہو۔اور نمازوں میں اسے شغف اور رغبت ہو۔ذکرِ الٰہی کرنا گویا سوئچ آن (Switch on) کرنا ہے۔Switch on کر دیا جائے تو روشنی پیدا ہو جاتی ہے اور اگر سوئچ آن نہ کیا جائے تو پھر اندھیرا ہی رہتا ہے۔اسی طرح اگر ذکرِ الٰہی نہ کیا جائے تو طبیعت روشن نہیں ہوتی۔پس اپنے اندر ذکرِ الٰہی کی عادت پیدا کرو تا خدا سے تمہارا تعلق بڑھ جائے۔تمہارے اندر ہمت پیدا ہو جائے۔تمہاری نظروں میں تاثیر پیدا ہو جائے اور دشمن کے دلوں میں بھی تمہارا رُعب بیٹھ جائے اور دشمن خود بول اُٹھے کہ یہ لوگ واقعی روحانیت کے پتلے ہیں۔‘‘(تفسیر کبیر جلد 7 صفحہ 653-654)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’اگر کوئی شخص بظاہر رمضان کے روزے تو رکھتا ہے۔لیکن قولِ زُور اور قولِ زُور پر عمل چھوڑتا نہیں تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا کھانا پینا یا بعض اور باتوں کو دن کے وقت چھوڑنا مقبول نہیں ہوگا۔زُور کے معنی اَلْعَيْلُ عَنِ الْحَقِّ حق اور صداقت سے پرے ہٹ جانے کے ہیں۔اسی طرح مفرداتِ راغب نے زور کے ایک معنی بت کے بھی کئے ہیں (وَيُسَمُّ الصَّنَمُ زُوْرًا) تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص غلط اعتقادات کو چھوڑتا نہیں اور ان کا اپنی زبان سے اور اپنے عمل سے اظہار کرتا ہے اور غلط اعتقادات کے نتیجہ میں عمل غیر صالح بجالاتا ہے۔ایسے شخص کا روزہ رکھنا بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ کھانا اور پینا چھوڑ دینا کوئی ایسی نیکی نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کو مقبول ہو اور اس کے نتیجہ میں وہ اس کی طرف متوجہ اور ملتفت ہو۔‘‘

(خطباتِ ناصر جلد اوّل صفحہ 976)

نیز فرمایا:

’’رمضان کا مہینہ بہت ہی ذکرِ الٰہی کرنے کا مہینہ ہے۔‘‘ (خطباتِ ناصر جلد پنجم صفحہ 669)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’اللہ کے ذکر کو گھروں میں بھی کثرت سے بلند کرو اور بار بار بچوں کو بھی اس کی تلقین کرو تا کہ ہر گھر خدا کے ذکر کا گہوارہ بن جائے۔‘‘(خطباتِ طاہر جلد اوّل صفحہ 287)

نیز فرمایا:

’’ذکرِ الٰہی زبان کو ناپاکی سے بچانے کے لئے متبادل خوبی ہے اس لئے ذکر سے اپنے منہ کو معطر رکھیں تو بدیاں، گالی گلوچ، فحش کلامی خود بخود دور ہونی شروع ہو جائے گی۔محض آپ کسی کو کہیں کہ گالیاں نہ دو تو وہ اس بُری عادت کو نہیں چھوڑے گا لہٰذا اسے ذکرِ الٰہی اور درود شریف کی طرف توجہ دلائیں۔اسے کہیں کہ اللہ تعالیٰ کو زیادہ سے زیادہ یاد کرنے کی کوشش کیا کرو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا کرو اور سوچ سمجھ کر ایسا کیا کرو۔جس شخص کو یہ عادت پڑنی شروع ہو جائے گی تو جس قدر یہ عادت راسخ ہو گی اسی قدر فحش کلامی کی عادت ختم ہوتی چلی جائے گی، کیونکہ زیادہ طاقتور اور زیادہ مثبت قدر نے اس کی جگہ گھیر لی ہے۔.......ذکرِ الٰہی پر بہت زور دیں، نماز ذکرِ الٰہی اور درود شریف سے اپنی زبان اور اپنے دل کو تَر رکھیں۔‘‘

(خطباتِ طاہر جلد2 صفحہ 412۔414)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ ذکرِ الٰہی کی ترغیب دلاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

’’ہر احمدی کو یہ کوشش کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اپنی زبانیں تَر رکھیں اور یہ کوشش ہونی چاہئے کہ ہمارا ہر فعل اور ہر عمل اور اللہ تعالیٰ کی طرف بڑھنے والا ہر قدم ایسا ہو جس سے اللہ تعالیٰ دوڑ کر ہمارے پاس آئے اور ہمیں اپنے پیار کی چادر میں لپیٹ لے۔‘‘

(خطباتِ مسرور جلد دوم صفحہ 768)

نیز فرمایا:

’’اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اپنی زبانیں تَر رکھیں اور زبانیں تَر رکھنے سے ہی ہماری فتوحات کے دروازے کھلنے ہیں۔انشاء اللہ‘‘ (خطباتِ مسرور جلد ششم صفحہ 64)

اللہ تعالیٰ کی خاص حفاظت کے حصول کے لئے اعلیٰ ترقیات کے حصول کے لئے اور سیدنا حضرت اقدس محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت لوگوں کے دلوں میں قائم کرنے کے لئے اور خدائے واحد و یگانہ کی توحید کا پرچم پوری دنیا میں گاڑنے کے لئے اور ظلمت و تاریکی کو دنیا سے مٹانے کے لئے مہدی آخر الزماں کے قدم بقدم چلتے ہوئے اور خلافت احمدیہ کے سائے تلے ہمیں اپنی زبانوں کو ہر وقت ذکرِ الٰہی سے تر رکھنا چاہیے تا ہمیں وہ نورِ فراست عطا ہو جو شیطان کی حکومت کو دنیا سے کلیۃً مٹا کر رکھ دے۔

شیطان کی حکومت مِٹ جائے اس جہاں سے
حاکم تمام دُنیا پہ میرا مصطفٰےؐ ہو

....

روزہ جسمانی صحت کا محافظ

عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ لِكُلِّ شَیْءٍ زَكَاةٌ وَ زَكَاةُ الْجَسَدِ الصَّوْمُ۔ (ابن ماجه كتاب الصيام باب فی الصوم زکوٰۃ الجسد)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر چیز کی ایک زکوٰۃ ہے اور بدن کی زکوٰۃ روزہ ہے۔

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ کے یہ معنے ہوئے کہ تا تم دینی اور دنیوی شُرور سے محفوظ رہو۔دینی خیر و برکت تمہارے ہاتھ سے نہ جاتی رہے یا تمہاری صحت کو نقصان نہ پہنچ جائے۔کیونکہ بعض دفعہ روزے کئی قسم کے امراض سے نجات دلانے کا بھی موجب ہو جاتے ہیں۔

آجکل کی تحقیقات سے معلوم ہوا ہے بڑھاپا یا ضعف آتے ہی اس وجہ سے ہیں کہ انسان کے جسم میں زائد مواد جمع ہو جاتے ہیں اور ان سے بیماری یا موت پیدا ہوتی ہے۔بعض نادان تو اس خیال میں اس حد تک ترقی کر گئے ہیں کہ کہتے ہیں۔جس دن ہم زائد مواد کو فنا کرنے میں کامیاب ہو گئے اس دن موت بھی دنیا سے اُٹھ جائے گی۔یہ خیال اگرچہ احمقانہ ہے تاہم اس میں کوئی شبہ نہیں کہ تھکان اور کمزوری وغیرہ جسم میں زائد مواد جمع ہونے ہی سے پیدا ہوتی ہے۔اور روزہ اس کے لئے بہت مفید ہے۔مَیں نے خود دیکھا ہے کہ صحت کی حالت میں جب روزے رکھے جائیں تو دورانِ رمضان بے شک کچھ کوفت محسوس ہوتی ہے۔مگر رمضان کے بعد جسم میں ایک نئی قوت اور تروتازگی کا احساس ہونے لگتا ہے۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد2 صفحہ 375)

حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں۔

’’یہ روزے چند دن کے نہ صرف خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کا باعث بن رہے ہیں بلکہ ہماری جسمانی صحت کے لئے بھی فائدہ مند ہیں۔اور یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ سال میں کچھ وقت ایسا ہونا چاہیے جس میں انسان کم سے کم غذا کھائے۔تو اس امر سے ہم دوہرا فائدہ اٹھا رہے ہیں۔جسمانی صحت بھی اور خدا تعالیٰ کی رضا بھی۔‘‘ (خطباتِ مسرور جلد اوّل صفحہ 423)

بیعت کا حق ادا کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’یاد رکھیں کہ اگر انقلاب لانا ہے، اگر اُس ذمہ داری کو نبھانا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کو پورا کرنے کے لئے ہم پر ہے، اگر بیعت کا حق ادا کرنا ہے تو مسجدوں کی یہ رونقیں عارضی نہیں بلکہ مستقل قائم کرنی ہوں گی۔اپنی تمام حالتوں میں ایک پاک تبدیلی پیدا کرنی ہوگی۔اپنی عبادتوں کے معیار بڑھانے ہوں گے۔نشان تبھی ظاہر ہوں گے جب صبر اور صلوٰۃ کے حق ادا ہوں گے۔جب اپنے نفس کو کامل طور پر اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہم فنا کریں گے۔جب توحید پر قائم ہونے کا حق ادا کریں گے۔اور جب یہ ہوگا تو اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ کا نظارہ بھی ہم دیکھیں گے۔اللہ تعالیٰ خود مدد کے لئے اُترے گا۔اللہ تعالیٰ اپنی تمام تر طاقتوں اور حسن کے جلووں سے ہماری مدد کو آئے گا اور دنیا دار ممالک اور دنیاوی طاقتوں کے عوام کے دل اللہ تعالیٰ اس طرف پھیر دے گا۔ہمارے کاموں میں برکت پڑے گی اور دنیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو پہچان کر آپ کے جھنڈے تلے آئے گی۔توحید کا قیام ہوگا اور خدا تعالیٰ کی ذات کے انکاری خدا تعالیٰ کی عبادت کی طرف توجہ کریں گے۔اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم اپنا حق ادا کر کے یہ نظارے دیکھنے والے ہوں۔

(خطبہ جمعہ 22 نومبر 2013ء)

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
SHARIF
JEWELLERS
SINCE 1952
Aqsa Road Rabwah
0092 47 6212515
15 London Rd, Morden SM4 5HT
0044 20 3609 4712

بقیہ رپورٹ: دورہ جرمنی از صفحہ نمبر 20

بڑے لمبے سفر طے کرکے احباب نماز جمعہ کے لئے پہنچے۔ Fulda اور Koblenz سے آنے والے 125 کلومیٹر، Köln سے آنے والے 190 کلومیٹر اور Kassel سے آنے والے 196 کلومیٹر اور Stuttgart سے آنے والے 220 کلومیٹر کا سفر طے کرکے پہنچے تھے۔

اسی طرح Stade سے آنے والوں نے 400 کلومیٹر اور Bremen سے شامل ہونے والوں نے 450 کلومیٹر جب کہ Hamburg سے آنے ولوں نے 550 کلومیٹر اور Berlin سے آنے والوں نے 558 کلومیٹر کا طویل سفر کرکے نماز جمعہ میں شمولیت کی۔

یہ سب لوگ اور فیملیز اتنے طویل سفر طے کرکے محض اس لئے فرانکفرٹ پہنچی تھیں کہ اپنے پیارے آقا کی اقتداء میں نماز جمعہ ادا کرنے کی سعادت پاسکیں۔ آج نماز جمعہ ادا کرنے والوں کی تعداد مجموعی طور پر پانچ ہزار سے زائد تھی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دو بجے دوپہر یہاں تشریف لاکر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

خطبہ جمعہ کا مکمل متن الفضل کے اسی شمارہ کی زینت ہے۔ ملاحظہ ہوا زصفحہ نمبر 5۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطبہ جمعہ تین بجکر پانچ منٹ تک جاری رہا۔ بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز جمعہ و نماز عصر جمع کرکے پڑھائیں۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔

آج کا خطبہ جمعہ MTA انٹرنیشنل کے ذریعہ یہاں سے دنیا بھر میں Live نشر ہوا۔ یہاں مقامی طور پر خطبہ جمعہ کا جرمن زبان میں رواں ترجمہ بھی کیا گیا۔

انفرادی و فیملی ملاقاتیں

آج پچھلے پہر پروگرام کے مطابق ملاقاتیں تھیں۔ چھ بجکر 55 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

آج 38 فیملیز کے 129 افراد اور 46 افراد نے انفرادی طور پر یعنی کل 177 افراد نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کا شرف پایا اور ہر ایک نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت بھی پائی۔

ملاقات کا شرف پانے والوں میں Frankfurt کی جماعت کے علاوہ جرمنی کی دیگر 49 جماعتوں اور علاقوں سے آنے والے احباب اور فیملیز شامل تھیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت دوران ملاقات تعلیم حاصل کرنے والے بچوں اور بچیوں کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔ کتنے ہی خوش نصیب یہ بچے اور بچیاں ہیں جنہوں نے اپنے آقا کے ساتھ یہ چند بابرکت لمحات گزارے اور پھر حضور انور کے دستِ مبارک سے یہ تحائف حاصل کئے جو ان کی زندگیوں کے لئے ایک یادگار بن گئے۔ اور اپنے آقا کے ساتھ جو تصاویر انہوں نے بنوائیں وہ تصویریں اور اپنے آقا کے قرب میں یہ چند گھڑیاں ان خاندانوں کی ساری زندگی کا سرمایہ ہیں۔ نہ صرف ان کے لئے بلکہ ان کی آئندہ آنے والی نسلیں بھی ان مبارک لمحات کی قدر کریں گی اور ان کو سنبھال کر رکھیں گی اور قدر کی نگاہ سے دیکھیں گی۔ اللہ یہ سعادتیں ان کے لئے مبارک فرمائے۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام ساڑھے نو بجے تک جاری رہا۔ بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہ شفقت عزیزم مستنصر احمد طالبعلم درجہ شاہد جامعہ احمدیہ یو کے کی تقریب ولیمہ میں شمولیت کے لئے تشریف لے آئے۔ اس تقریب کا اہتمام ''بیت السبوح'' کے ایک ہال میں کیا گیا تھا۔

اس کے بعد پونے دس بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز مغرب وعشاء جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

....

7 جون 2014ء بروز ہفتہ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح چار بجکر بیس منٹ پر تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی۔ مختلف ممالک اور جماعتوں سے آنے والے خطوط، رپورٹس اور فیکسز اور معاملات ملاحظہ فرمانے کے بعد ہر ایک خط پر اپنے دستِ مبارک کے ساتھ ہدایات تحریر فرمائیں اور ارشادات سے نوازا۔

یہاں روزانہ قادیان، ربوہ اور لندن مرکز سے آنے والی ڈاک موصول ہوتی ہے اور دنیا کے بعض ممالک سے براہ راست بھی ڈاک آتی ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز روزانہ ساتھ کے ساتھ یہ ساری ڈاک ملاحظہ فرماتے ہیں اور ہدایات سے نوازتے ہیں۔

انفرادی و فیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق دوپہر ایک بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ آج کے اس سیشن میں دس فیملیز کے 31 افراد اور 48 احباب نے انفرادی طور پر اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔

ان سبھی فیملیز اور احباب نے اپنے پیارے آقا کے ساتھ تصاویر بنوائیں اور تحائف بھی حاصل کئے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے بچوں کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔ ملاقاتوں کا یہ پروگرام سوا دو بجے تک جاری رہا۔ بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

آج پروگرام کے مطابق جرمنی کے شہر Friedberg میں ''مسجد دارالامان'' کے افتتاح کی تقریب تھی۔

پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور اجتماعی دعا کروائی اور قافلہ بیت السبوح سے Friedberg کے لئے روانہ ہوا۔

فریدبرگ کا یہاں سے فاصلہ 19 کلومیٹر ہے۔ قریباً بیس منٹ کے سفر کے بعد پانچ بجکر بیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی Friedberg تشریف آوری ہوئی۔

مقامی جماعت کے افراد مرد وخواتین، بچے، بچیاں کئی دنوں سے حضور انور کی بابرکت آمد پر تیاریوں میں مصروف تھے اور اس جگہ کو بڑی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ ان کے لئے آج کا دن عید سے کم نہ تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک قدم ان کی سرزمین پر دوسری دفعہ پڑ رہے تھے۔ قبل ازیں 29 مئی 2012ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یہاں تشریف لاکر ''مسجد دارالامان'' کا سنگ بنیاد رکھا تھا اور آج اسی مسجد کا افتتاح ہونا تھا۔ ہر کوئی بیحد خوش تھا۔ جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی گاڑی اس جگہ پہنچی تو احباب جماعت نے پُرجوش انداز میں نعرے بلند کئے اور بچوں اور بچیوں نے گروپس کی صورت میں دعائیہ نظمیں اور خیر مقدمی گیت پیش کئے اور اپنے آقا کو دل کی گہرائیوں سے اھلاً وسھلاً و مرحبا کہتے ہوئے خوش آمدید کہا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گاڑی سے باہر تشریف لائے تو لوکل صدر جماعت ڈاکٹر وحید احمد صاحب، ریجنل امیر مظفر احمد ظفر صاحب اور حیدر علی ظفر صاحب مبلغ انچارج جرمنی نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو خوش آمدید کہتے ہوئے مصافحہ کی سعادت حاصل کی۔

اس موقع پر Mr. Peter Ziebarth (جو کونسلر ہیں اور میئر کے نمائندہ کے طور پر آئے تھے)، Mr. Jörg Joachim Arnold (کاؤنٹی کمشنر)، Uwe Hahn (سابق وزیر انصاف) اور ممبر صوبائی اسمبلی Mr. Tobias Utter اور ممبر صوبائی اسمبلی Mr. Corrado Di Benedetto نے بھی حضور انور کا استقبال کیا اور شرف مصافحہ حاصل کیا۔

مسجد دارالامان کا افتتاح

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد کے بیرونی حصّہ میں نصب تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور دعا کروائی۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مسجد کے اندر تشریف لے آئے اور نماز ظہر وعصر جمع کرکے پڑھائیں جس کے ساتھ ہی مسجد کا افتتاح عمل میں آیا۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد کے بیرونی احاطہ میں اخروٹ کا پودا لگایا۔ بعدازاں نمائندہ میئر Ziebarth صاحب اور ضلعی ایڈمنسٹریٹر Joachim Arnold صاحب نے بھی مشترکہ طور پر اخروٹ کا ایک پودا لگایا۔

مسجد دارالامان فریدبرگ کے افتتاح کے موقع پر منعقدہ تقریب

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مارکی میں تشریف لے آئے جہاں آج کی اس افتتاحی تقریب میں شامل ہونے والے مہمان پہلے سے ہی اپنی اپنی نشستوں پر موجود تھے۔

شامل ہونے والے جرمن مہمانوں کی تعداد 166 تھی۔ جن میں دو ممبران صوبائی اسمبلی، تین میئر صاحبان اور کاؤنٹی کمشنر، 16 سیاسی شخصیات، 13 کلچر تنظیموں کے نمائندے، 17 پروفیسرز صاحبان اور اساتذہ اور ایک چرچ کے پادری بھی شامل تھے۔ اس کے علاوہ ڈاکٹرز، وکلاء، پولیس اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے مہمان شامل تھے۔

الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا میں T.V HR کے نمائندے اور اخبارات "FAZ"، "Neue Presse" اور "Wetterauer Zeitung" کے نمائندے اور جرنلسٹ شامل تھے۔

تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم مروان گل طالبعلم جامعہ احمدیہ یوکے نے پیش کی۔ بعدازاں اس کا جرمن ترجمہ ڈاکٹر مرزا نعمان احمد اور اردو ترجمہ عاصم راشد کاہلوں صاحب نے پیش کیا۔

امیر صاحب جرمنی کا تعارفی ایڈریس

امیر صاحب جرمنی نے اپنے ایڈریس میں اس علاقہ کا تعارف کرواتے ہوئے بتایا:

شہر Friedberg جو سات قصبات پر مشتمل ہے۔ فرانکفرٹ سے 30 کلومیٹر دور، جرمنی کے صوبہ Hessen میں واقع ہے۔ اس کی آبادی تیس ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔

اس شہر کو رومن امپائر کے زمانے سے فوجی طور پر اہمیت حاصل رہی ہے۔ شہر میں واقع پہاڑی پر قلعہ بنایا گیا اس میں رومن ملٹری کیمپ قائم کیا گیا۔

قرون وسطی میں اس شہر کا علاقہ تجارت کے لئے انتہائی اہم تھا۔ آج بھی یہ شہر ضلع Wetterau کا معاشرتی مرکز ہے۔ Adolf Tower جس کی اونچائی 58 میٹر ہے اس شہر کا سمبل (Symbol) ہے۔

جماعت فرید برگ (Friedberg) کا قیام 1990ء میں عمل میں آیا اور اس کے پہلے صدر مکرم مرزا نعیم احمد صاحب مقرر ہوئے۔ سال 2006ء میں جب جرمنی میں لوکل امارتوں کا نظام قائم کیا گیا تو ڈاکٹر وحید احمد صاحب اس کے پہلے لوکل امیر مقرر ہوئے۔ سال 2010ء میں لوکل امارت ختم کرکے علیحدہ جماعتیں بنا دی گئیں اور آجکل ڈاکٹر وحید احمد صاحب جماعت فرید برگ کے صدر ہیں۔ یہ جماعت اس وقت تین صد سے زائد افراد پر مشتمل ہے۔ ہمارے طلباء یونیورسٹیز میں پڑھ رہے ہیں اور بعض Ph.D. بھی ہیں۔

اس علاقہ میں مسجد کے لئے پلاٹ ملنا کافی مشکل تھا بلکہ مسجد تعمیر کرنے کی اجازت ملنی بھی نہایت مشکل تھی۔ حضور انور کی خدمت میں دعا کے لئے مسلسل خطوط لکھے گئے اور اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا۔ جماعت کے کونسل سے رابطہ کرنے پر پتہ لگا کہ رہائشی اور صنعتی علاقوں میں پلاٹ نسبتاً سستے ملتے ہیں۔ چنانچہ اس طرف بھرپور توجہ دی گئی اور کونسل سے مستقل رابطہ رہا۔ آخر کار 2009ء میں ایک پلاٹ 2000 مربع میٹر کا ملا اور ساتھ مسجد کی اجازت بھی ملی۔ اس علاقہ کے میئر Michael Keller نے جماعت کی بہت مدد کی۔ چنانچہ یہ پلاٹ 13 اکتوبر 2011ء کو دو لاکھ ساٹھ ہزار یورو میں خریدا گیا اور 29 مئی 2012ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یہاں تشریف لاکر اس مسجد دارالامان کا سنگ بنیاد رکھا اور آج اس کا افتتاح حضور انور فرمارہے ہیں۔

مسجد کے ہال کو دو حصّوں میں تقسیم کرکے مردوں اور خواتین کے لئے علیحدہ علیحدہ جگہ بنائی گئی ہے۔ اس کے علاوہ دفاتر بھی موجود ہیں، کچن بھی ہے۔ مسجد کے گنبد کا قطر پانچ میٹر اور مینارہ کی اونچائی نو میٹر ہے۔ اٹھارہ گاڑیوں کی پارکنگ کی جگہ ہے۔

تقریب میں شامل بعض معزز مہمانوں کے ایڈریسز

❁ **بعدازاں کونسل ممبر Mr. Peter Ziebarth نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا:**

مجھے آج مسجد کے افتتاح کے موقع پر بلایا گیا ہے۔ میں بہت خوشی سے آج کی اس تقریب میں شامل ہوں۔ شہر کی پارلیمنٹ کے ممبر کے طور پر اور شہر کی انتظامیہ کی طرف سے حاضر ہوں اور سب شہر کے لوگوں کی نمائندگی کر رہا ہوں۔ فرید برگ ایسا شہر ہے جہاں سب مذاہب کے لوگ آباد ہیں۔ جن لوگوں نے یہ مسجد بنائی ہے وہ فرید برگ کو اپنا گھر سمجھتے ہیں اور یہ ایک کامیاب انٹیگریشن کی ضمانت ہے۔ انٹیگریشن کا مقصد یہ نہیں کہ ہم صرف اپنی ثقافت کو قائم رکھیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم اس جگہ کو اپنا گھر سمجھیں۔ آج مسجد دارالامان سے اسی بات کا اظہار ہو رہا ہے اور ہمیں اس بات سے بہت خوشی ہے۔ میں جماعت احمدیہ کو اس کی مبارکباد دیتا ہوں نیز میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مسجد پر اور اس میں عبادت کرنے والوں پر اپنی حفاظت کے پَر جھکائے رکھے۔

❁ **بعد ازاں Mr. Joachim Arnold ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریٹر اور کمشنر آف کاؤنٹی نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا:**

میں آج اس پورے ضلع کی طرف سے آپ کو نئی مسجد کے افتتاح پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی حفاظت فرمائے جو اس مسجد میں داخل ہوں گے اور خدا کی عبادت کریں گے۔ ہمارا ضلع Wetterau ایک بین الاقوامی علاقہ ہے جہاں 25 ہزار غیر ملکی رہتے ہیں۔ ہم ان لوگوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اس جگہ 119 اقوام کے لوگ رہتے ہیں۔ ہر کوئی چاہتا ہے کہ اِس ماحول میں گھل مِل جائیں۔ مختلف مزاج اور سوچ کے لوگ ہیں کچھ مذہب کے ساتھ تعلق رکھنے کی کوشش کرتے ہیں اور کچھ کے دوسرے تصوّرات ہیں۔ لیکن ہر ایک کو یہاں رہنے اور آزادی سے اپنی رائے کے اظہار کا حق ہے۔ یہ جمہوریت کا اصول ہے۔ ہم نے اپنی غلطیوں سے سیکھا ہے جو ہم نے مثال کے طور پر Nazi کے دور میں کی تھیں۔

رواداری ہمارے لئے بہت اہمیت رکھتی ہے۔ رواداری کے لئے خطرہ انتہا پسند اور متشدّد دلوگوں سے ہوتا ہے جو مذہبی بھی ہوتے ہیں اور سیاسی بھی ہوتے ہیں۔

مَیں 25 سال سے اس بات پر گواہ ہوں کہ احمدیہ مسلم جماعت ہمیشہ رواداری کا پاس رکھتی ہے اور معاشرہ میں اپنا کردار ادا کرتی ہے۔ آپ کی مسجد اس بات کی نشانی ہے کہ یہاں مذہبی رواداری ہے اور ایک دوسرے سے رواداری کے ساتھ رہ سکتے ہیں۔ اس لئے میں خدا کی برکت اس مسجد میں چاہتا ہوں۔

❁ **اس کے بعد سابق وزیر انصاف Mr. Jörg Uwe Hahn نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔**

موصوف نے کہا: عزت مآب خلیفۃ المسیح! آج اس اہم تقریب میں شامل ہو کر مَیں بہت خوش ہوں۔ جب ہم ایک جگہ پر رہنا چاہتے ہیں تو اپنا گھر بناتے ہیں اور جب مستقل رہنا چاہتے ہیں تو خدا کا گھر بناتے ہیں۔ میرے لئے یہ بڑا اہم دن ہے کہ آج میں خدا کے گھر کے افتتاح کے موقع پر حاضر ہوں۔ میں پارلیمینٹ کے دوسرے ممبران کی طرف سے جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ گزشتہ سالوں میں آپ نے جو مساجد بنائیں ان کی ایک بڑی تعداد صوبہ ہیسن میں ہے۔

میں خاص طور پر اس بات کا بھی شکر گزار ہوں کہ آپ نے ہمارے صوبہ Hessen کے لئے یہ بات ممکن بنائی کہ Hessen کے صوبہ میں اسکولوں میں اسلام کی تعلیم دی جا رہی ہے اور اس سلسلہ میں جماعت احمدیہ نے ہمارے ساتھ غیر معمولی تعاون کیا ہے۔

جب آپ نے یہاں خدا کا گھر بنایا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ یہاں اپنے آپ کو اچھا محسوس کر رہے ہیں اور ایک مسجد تعمیر کی ہے تو حکومت کا فرض بنتا ہے کہ وہ آپ کو تمام برابر کے حقوق دے جو ایک مذہبی جماعت کو ملنے چاہئیں۔

آپ ہر سال کے آغاز پر صوبہ Hessen کے ہر علاقہ میں وقارِ عمل کر کے صفائی کرتے ہیں اور شجر کاری کے پروگراموں میں حصّہ لیتے ہیں اور اس طرح عوام کی خدمت کرتے ہیں۔

جماعت احمدیہ اب جرمنی کا حصّہ ہے اور صوبہ Hessen کا حصّہ ہے اور ہمارے ضلع کا حصّہ ہے۔ اگر کوئی ہمسایہ شکایت کرتا ہے کہ اس سڑک پر ایک دم اتنی گاڑیاں کھڑی ہوگئی ہیں تو آپ ہرگز نہ گھبرائیں۔ آپ سمجھ لیں کہ انٹیگریشن تقریباً ہوگئی ہے اور آپ ہمارے اس شہر کا باقاعدہ حصّہ بن چکے ہیں۔ آپ سب کا بہت بہت شکریہ۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے چھ بجکر بیس منٹ پر اپنا خطاب فرمایا۔

....

خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز برموقع افتتاح مسجد دارالامان Friedberg، جرمنی

تشہّد و تعوّذ اور تسمیہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

[الحمد للہ کہ آج فریڈ برگ کی جماعت کو اس مسجد کے افتتاح کی توفیق مل رہی ہے۔ ایک مقرر نے اپنے ایڈریس میں یہ اظہار کیا کہ جماعت کے لئے یہ خوشی کا دن ہوگا۔ یقیناً ہمارے لئے خوشی کا دن ہے کیونکہ آج ہمیں اس شہر میں، یہاں پر رہنے والے احمدیوں کو ایک خدا کی عبادت کرنے کے لئے ایک گھر اور جگہ میسر آگئی۔ یہاں پانچ وقت آکر نمازیں ادا کر سکتے ہیں۔ اس کا نام ''مسجد دارالامان'' رکھا گیا ہے۔ یہ مسجد جہاں ہمیں عبادت کرنے کے لئے جگہ مہیا کرتی ہے وہاں جیسا کہ اس کے نام سے بھی ظاہر ہے یہاں آنے والے امن اور سلامتی کی تلاش میں یہاں آتے ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ جو اپنی مخلوق کو پیدا کرنے والا ہے وہ اپنی مخلوق کے لئے امن اور سلامتی اور تحفظ چاہتا ہے، اور یہی اس مسجد کا مقصد ہے، اور پھر یہی نہیں کہ یہاں آنے والے امن میں ہوں گے بلکہ اس نام سے یہ بھی ظاہر ہے کہ یہ مسجد اس علاقے کے لوگوں کے لئے، دوستوں کے لئے، ہر شخص کے لئے چاہے وہ کسی بھی مذہب و ملت کا ہے، چاہے وہ مذہب پر یقین رکھتا ہے یا نہیں، امن اور سلامتی اور تحفظ کی ضمانت ہے۔ پس یہ مسجد کا بنیادی مقصد ہے۔ اور انشاء اللہ یہ مقصد یہاں آنے والے پورا کرنے کی کوشش کریں گے۔

یہاں Integration کا ذکر ہوا، کہ جب آدمی کسی جگہ پر اپنا گھر بنا لیتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ وہاں پر Integrate ہو رہا ہے، یا ہونا چاہتا ہے، یا ان لوگوں میں اپنے آپ کو ضَم کرنا چاہتا ہے۔ لیکن میرے نزدیک Integration کا اس سے بھی بڑھ کر مطلب ہے کہ جہاں آپ رہتے ہیں، جس شہر میں آپ رہتے ہیں، جس ملک میں آپ رہتے ہیں وہاں کے لئے آپ اپنے دل میں ایک محبت اور پیار بھی پیدا کریں اور اس کی بہتری اور ترقی کے لئے کوشش بھی کریں اور یہی جماعت احمدیہ کا مقصد ہے کہ جب جماعت کے باہر سے آنے والے Immigrants کسی جگہ جا کر آباد ہوتے ہیں، اب یہاں پیدا ہونے والے جو بچے ہیں وہ جرمن نیشنل ہیں، تو ان کا فرض بنتا ہے کہ Integration کے اس مقصد کو سمجھیں کہ ہم جس ملک میں رہتے ہیں اس کی خدمت کرنی ہے اس کی ترقی میں حصہ لینا ہے اس کی بہتری کے لئے اپنی پوری صلاحیتوں کو بروئے کار لانا ہے اور جب یہ ہوگا تو تبھی ہم صحیح طور پر کہہ سکتے ہیں کہ ہم اس قوم میں، اس ملک میں صحیح طرح Integrate ہو گئے ہیں۔ اس کے بغیر ظاہری گھر بنا لینے سے وہ مقصد پورا نہیں ہو سکتا۔ پس یہ تعلیم ہے جو ہماری ہے اور یہ تعلیم ہے جس پر ہم عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پھر امن کی باتیں ہوتی ہیں۔ پہلے بھی مَیں نے ذکر کیا کہ مسجد کا نام بھی دارالامان ہے یعنی جہاں امن اور تحفظ ملتا ہے۔ اس مسجد میں جہاں عبادت کرنے والوں کو اپنے اعلیٰ اخلاق کا اظہار کرنا ہوگا وہاں ہر ایک آنے والے کے الفاظ میں بھی اور عمل میں بھی دوسروں کے لئے امن اور محبت اور پیار جھلکتا ہوا نظر آئے۔ جب یہ ہوگا تو پھر انسانیت کی قدریں بھی قائم ہوں گی۔ وہ values قائم ہوں گی جن کی زمانے کو ضرورت ہے اور آجکل کے زمانے کے لئے یہ بہت بڑی چیز ہے کیونکہ ہم ہر طرف دیکھتے ہیں کہ دنیا میں فساد پھیلا ہوا ہے اور اس فساد کو دور کرنے کے لئے پیار اور محبت کی ضرورت ہے۔ اور پیار اور محبت کے بعد ہی پھر امن قائم ہوتا ہے۔ پس یہ دونوں چیزیں آپس میں ملی ہوئی ہیں جس کا اظہار ہم احمدی دنیا میں ہر جگہ کرتے ہیں اور انشاء اللہ جیسا کہ یہاں پہلے بھی کرتے رہے اور آئندہ بھی کریں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اسلامی تعلیم کی روشنی میں ہی بانیٔ جماعت احمدیہ نے ہمیں فرمایا تم دوسروں کے درد کو اپنا درد سمجھو، تبھی تم حقیقی رنگ میں پیار اور محبت کا اظہار کر سکو گے۔ صرف تمہارا دعویٰ نہیں ہوگا۔ صرف تمہارے منہ کی باتیں نہیں ہوں گی بلکہ جب تم درد سمجھو گے اور درد کو دور کرنے کی کوشش کرو گے تو وہی چیز ہے جو تمہیں اس قابل بنائے گی کہ تم حقیقی رنگ میں پیار اور محبت کر سکو اور اسی سے پھر دنیا میں امن بھی قائم ہوگا۔

قرآن شریف نے تو ہمیں یہ تعلیم بھی دی ہے کہ دوسروں کے بتوں کو بھی برا نہ کہو۔ وہ جواب میں تمہارے خدا کو برا کہیں گے اور پھر جب خدا کو برا کہیں گے تو پھر ایک تو تم اُس خدا کو برا کہلوانے کا باعث بن رہے ہو گے کیونکہ کسی کے بُت کو برا کہہ کر پہل تم نے کی ہے اور اس کے جواب میں وہ خدا کو برا کہہ رہے ہیں۔ اس گناہ میں تم بھی شامل ہو۔ دوسرا جب تم برا کہو گے اور جواب میں وہ بھی برا کہیں گے تو پھر فساد اور جھگڑے بڑھتے چلے جائیں گے۔ بجائے امن قائم ہونے کے اس جگہ پر فساد قائم ہو جائے گا۔

پس یہ وہ تعلیم ہے جس کی رُو سے ہم پیار اور امن اور محبت کا پیغام دنیا میں پہنچاتے ہیں۔ اب یہ مسجد جب بن گئی ہے، پہلے بھی آپ لوگوں کو یہاں تجربہ ہے اور وہی تجربہ جو آپ لوگوں کا ہے اس کا اظہار آج یہاں ہو رہا ہے، کہ آپ لوگ جو اس تعداد میں یہاں بیٹھے ہوئے ہیں کہ احمدی پیار اور محبت کرنے والے ہیں اور آپ لوگوں سے تعلق رکھنے والے ہیں، جس کا مقررین نے ذکر بھی کیا ہے۔ پس یہ اظہار تو احمدی پہلے ہی کر رہے ہیں اور جیسا کہ میں نے کہا اس کا ثبوت یہاں آپ کی موجودگی ہے۔ اب مسجد بننے کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ یہ اظہار پہلے سے بڑھ کر ہوگا۔ کیونکہ مسجد امن کا ایک نشان ہے، پیار کا ایک نشان ہے، محبت کا ایک نشان ہے۔ دوسرے کے جذبات کی قدر کرنے کا ایک نشان ہے، عبادت کی جگہ ہے تا کہ اس خدا کے آگے جھکیں جس نے ہمیں پیدا کیا ہے، جو اپنی مخلوق سے پیار کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ اپنی مخلوق سے بہت پیار کرتا ہے، جو اُس نے پیدا کی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پس ہمارا فرض ہے کہ جب ہم اللہ تعالیٰ کی خاطر ایک مسجد بناتے ہیں، یہاں جمع ہوتے ہیں اور اُس خدا کی عبادت کرنے والے ہیں، تو اس کی مخلوق سے بھی ہم پیار کریں۔ قطع نظر اس کے کہ وہ کس مذہب سے تعلق رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں ہمیں پہلا سبق ہی یہ دیا ہے کہ تم اُس خدا کی عبادت کرو جو ربّ العالمین ہے، جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔ جو کُل کائنات کا ربّ ہے، جو زمین میں رہنے والی ہر مخلوق کا ربّ ہے اور انسان جو سب سے بڑھ کر اُس کی مخلوق ہے، اشرف المخلوقات ہے، اُس کا تو سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ خیال رکھتا ہے۔ پس جب ہم اُس خدا کی عبادت کرنے والے ہیں جو تمام مخلوق کا ربّ ہے تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے کسی بھی رنگ میں نفرت کرنے والے ہوں یا اُس کے امن کو برباد کرنے والے ہوں۔ پس ہر مذہب کے ماننے والے کو خدا تعالیٰ پالتا ہے، اُن کا ربّ ہے، اُن کے لیے سہولیات مہیّا کرتا ہے اور جو اس کو نہیں بھی مانتے، اُس کی رحمانیت اُن کے لئے بھی کام کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں رحمان ہوں، جو میری عبادت نہیں بھی کرنے والے اُن کی ضروریات کو میں اس لیے پورا کرتا ہوں کہ میں نے اُن کو پیدا کیا ہے اور اس دنیا میں جہاں تک اُن کی ضروریات کا سوال ہے میں اُن کو پورا کرتا رہوں گا۔ پس رحمان خدا اور اُس پالنے والے خدا کی ہم عبادت کرنے والے ہیں اور ہمارے لیے یہ ضروری ہے کہ ہم پھر اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی قدر کریں اور رحم کے جذبے کے ساتھ اُن سے تعلق قائم کریں۔ جو ہماری مخالفت کرنے والے ہیں اُن سے بھی نرمی کا سلوک کریں اور کبھی فساد پیدا نہ ہونے دیں۔

پس عبادت کے ساتھ ساتھ امن اور سلامتی کا یہ پیغام ہے جو ہم نے پھیلانا ہے اور پھیلاتے ہیں اور خدمت انسانیت کے کام بھی ہم دنیا میں کر رہے ہیں۔ اس کے منصوبے بھی ہمارے ہیں کیونکہ حقیقی عبادت کرنے والے کا یہ کام ہے کہ وہ خدمت انسانیت بھی کرے، غریب کی خدمت کرے۔ غریب ممالک میں ہمارے بہت سارے خدمت خلق کے کام چل رہے ہیں، Project چل رہے ہیں۔ جماعت غریبوں کی خدمت کرتی ہے۔ بہت سے منصوبے ایسے ہیں، ہمارا ایک ذیلی ادارہ ہیومنٹی فرسٹ کا ہے جس کو افریقہ میں بعض غریب ممالک دیے گئے ہیں جہاں وہ اپنا کام کر رہے ہیں۔ اُن Projects کے علاوہ جو جماعت کا مرکزی نظام چلا رہا ہے، بہت سارے ایسے Projects ہیں جو جماعت احمدیہ غریب ممالک میں چلا رہی ہے مثلاً بنین میں ایک Orphanage ہے، یتیم خانہ ہے۔ جماعت جرمنی کے تحت یہ Project چل رہا ہے اور بلاتفریق مذہب و ملت لوگوں کی خدمت ہو رہی ہے بلکہ اُس یتیم خانہ میں آنے والے تقریباً تمام کے تمام بچے ہی اُن لوگوں میں سے ہیں جو احمدی نہیں۔ ہم تو ان کی خدمت کر رہے ہیں اور جہاں بھی ہمارے آدمی خدمت کرنے جاتے ہیں وہاں ہمارے سامنے اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہوتا ہے کہ اپنے بھائی کی خدمت کرو، معذوروں کی خدمت کرو، مجبوروں کی خدمت کرو۔ اور وہ Projects جو جرمنی کی جماعت کو دیئے گئے ہیں اُن پر جب اُن ممالک میں عمل درآمد ہوتا ہے تو نہ صرف یہ کہ ہم خدمت کر رہے ہوتے ہیں بلکہ اُن ملکوں میں جرمنی کی بھی پہچان ہوتی ہے۔ گویا کہ ہم خدمتِ انسانیت کے ساتھ اُن ملکوں میں جرمنی کے سفیر بھی ہیں۔ یہی نہیں کہ یہاں اس ملک میں ہم خدمت کر رہے ہیں بلکہ ہماری خدمات دنیا میں مختلف جگہوں پر ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا مختلف ممالک مختلف ملکوں کے سپرد کئے گئے ہیں۔ جرمنی کی جماعت کے سپرد بھی بعض غریب ممالک ہیں۔ جب یہ وہاں خدمت کرنے جاتے ہیں تو یہ پتہ لگتا ہے کہ یہ لوگ جرمنی سے آئے ہیں، یہ خدمتِ انسانیت کرنے کے لئے آئے ہیں، تو اس طرح جرمنی کے سفیر بن کر وہاں جرمنی کے نام کو بھی روشن کرنے والے ہیں۔ یہ کام ہیں جو جماعت دنیا میں کرتی ہے اور یہی ہمارا مطمحِ نظر ہے جو بجا لانے کے لئے ہم کوشش کرتے ہیں کہ عبادتوں کے ساتھ ساتھ خدمت انسانیت بھی کی جائے۔ یہی یہاں کے رہنے والے احمدیوں کو میں دوبارہ اس بات کی یاد دہانی کروانا چاہتا ہوں کہ اس مسجد کے بننے کے بعد آپ کی عبادتوں کے معیار بھی پہلے سے زیادہ بلند ہوں اور خدمت انسانیت کے معیار بھی پہلے سے زیادہ بلند ہوں۔ اور علاقے میں، اس شہر میں جہاں آپ رہتے ہیں امن قائم

کرنے اور خدمت کرنے کے معیار بھی پہلے سے بلند ہوں اور مہمانوں کو بھی مَیں دوبارہ یہ عرض کروں گا کہ آپ تو یہاں آئے، یقیناً آپ کے دل میں جماعت کے لئے بہتر جذبات اور خیالات تھے تبھی آپ یہاں تشریف لائے اور بعض ایسے لوگ ہیں اور ہوتے ہیں ہر ملک میں اور شہر میں جن کے کچھ تحفظات ہوتے ہیں، تو آپ لوگ اپنے اپنے حلقہ میں اُن کے تحفظات کو بھی دُور کرنے کی کوشش کریں کہ جماعت احمدیہ پیار اور محبت پھیلانے والی جماعت ہے اور جب یہ مسجدیں تعمیر کرتی ہے تو مسجد اُس پیار اور محبت کو پھیلانے کا ایک مزید ذریعہ بنتی ہے اور بہت بڑا ذریعہ بنتی ہے اور مسجد سے کسی قسم کا خوف اور خطرہ نہیں ہے بلکہ یہ کُھلی ہے اور ہر شخص کے لئے کُھلی ہے اور جب بھی اور جس وقت بھی آپ چاہیں یہاں آئیں اور انشاء اللہ تعالیٰ آپ ہم سے پیار اور محبت کے جذبات ہی دیکھیں گے۔ ان چند الفاظ کے بعد میں اپنی بات ختم کرتا ہوں۔شکریہ۔ جزاک اللہ۔]

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب چھ بجکر 37 منٹ تک جاری رہا۔ آخر پر حضور انور نے دعا کروائی۔

....

اس کے بعد مارکی میں ہی ریفریشمنٹ کا انتظام کیا گیا تھا۔ بعد ازاں مہمانوں نے حضور انور سے شرف ملاقات بھی پایا۔حضور انور از راہ شفقت مہمانوں سے گفتگو فرماتے اور بعض مہمانوں کو تحائف بھی عطا فرمائے۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لجنہ کی مارکی میں تشریف لے گئے جہاں خواتین کو شرف زیارت نصیب ہوا اور بچیوں نے مختلف گروپس کی صورت میں دعائیہ نظمیں اور گیت پیش کئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد میں تشریف لے آئے جہاں لوکل مجلس عاملہ کے ممبران اور دیگر جماعتی عہدیداران نے اپنے پیارے آقا کے ساتھ تصاویر بنوانے کا شرف پایا۔اس دوران تمام بچے مسجد کے بیرونی احاطہ میں ایک قطار میں کھڑے ہو چکے تھے۔ حضور انور نے از راہ شفقت تمام بچوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔ اب یہاں سے روانگی کا وقت قریب تھا۔ بچے اور بچیاں مسجد کے بیرونی گیٹ سے باہر کھڑے الوداعی دعائیہ نظمیں پڑھ رہے تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی اور سات بجکر بیس منٹ پر یہاں سے کاربن (Karben) شہر کے لئے روانگی ہوئی۔

(باقی آئندہ)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جلسہ سالانہ جرمنی کے انتظامات کا معائنہ

(عابد وحید خان۔انچارج پریس اینڈ میڈیا آفس)

(جرمنی) 12 جون 2014ء بروز جمعرات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعتِ احمدیہ جرمنی کے انتالیسویں سالانہ جلسہ کے انتظامات کا معائنہ کیا۔

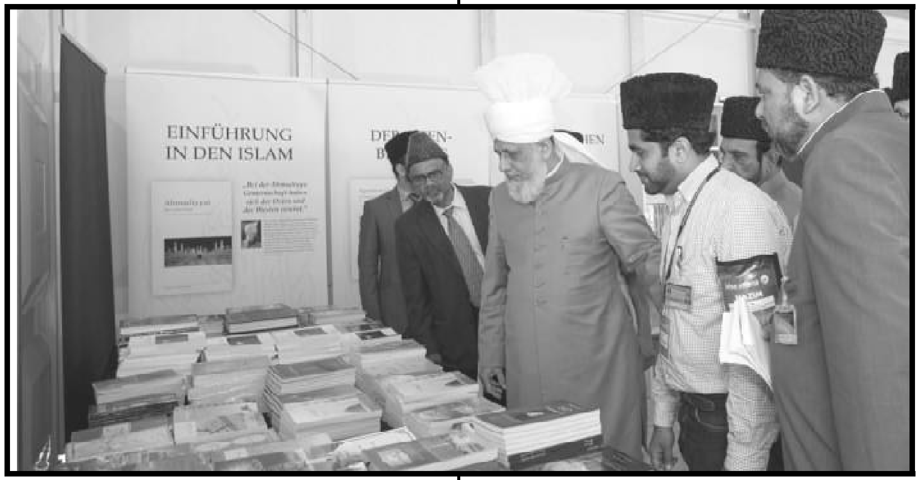

جلسہ سالانہ کے دوران مختلف امور سرانجام دینے کے لیے بنائے جانے والے شعبہ جات کے معائنہ کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو ان شعبہ جات کے بارے میں بریفنگ بھی دی گئی۔

معائنہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اسٹیج پر تشریف لائے اور اس جلسہ پر مختلف ڈیوٹیاں سرانجام دینے والے رضا کاران سے خطاب فرمایا۔ان رضا کاران سے مخاطب ہوتے ہوئے جو بلاشبہ ہزاروں کی تعداد میں تھے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پوری ذمہ داری سے اپنی ڈیوٹیوں کو سرانجام دینے اور دعاؤں میں مشغول رہنے کی طرف توجہ دلائی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

'آپ کے کاموں میں اس وقت تک برکت نہیں ہو گی جب تک اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا نہیں ہوگا۔اس کی طرف رجوع نہیں ہوگا۔اس لئے اپنی نمازوں کو اور اپنی دعاؤں کو بھی ہمیشہ وقت پر ادا کرنے کی کوشش کریں، اپنی زبانوں کو دعاؤں سے تر رکھیں، تا کہ یہاں کا ماحول جو ہے اس میں مزید روحانیت پیدا ہو۔اس کا اثر جو مزید روحانیت پیدا ہونی ہے آپ کے جسموں پر بھی ظاہر ہو رہا ہو، آپ کی زبانوں پر بھی ظاہر ہو رہا ہو، آپ کے ذہنوں پر بھی ظاہر ہو رہا ہو۔پس یہ بہت اہم چیز ہے اس کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہمارے کام اصل تو دعا کی وجہ سے ہوتے ہیں۔'

جلسہ سالانہ جرمنی کا انعقاد جرمنی کے شہر Karlsruhe میں ہو رہا ہے اور اس کا افتتاح 13 جون کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ سے ہوگا۔جلسہ سالانہ کا پروگرام پوری دنیا میں براہ راست ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر نشر کیا جائے گا۔

مزید معلومات کے لئے

media@pressahmadiyya.com

NINE VACANCIES - Ministers of Religion: Ahmadiyya Muslim Community

1. Indonesian Speaker 2. Bangla Speaker 3. Persian Speaker
4. Arabic Speaker 5. Urdu Speakers (3 vacancies)

We are a UK registered charity, a religious community, that runs its own training academy and TV channels for viewers all over the world.

ABOUT THE ROLES: We are inviting applications for the following nine posts of Minister of Religion. All candidates will be expected to lead congregational prayers, have a dynamic preaching record, be fully conversant with both Arabic and Urdu languages and in addition to a recent equivalent to English Language level B2 on the CEFR have the additional main qualifications/experience listed below. The successful applicants may be posted at any one of the 26 mission centres in the UK. These are permanent positions to help meet the community's growing spiritual and religious needs.

	Main qualification/work	*Likely posting*
Indonesian speaker	Prepare and present religious programmes on TV	London SW19
Bangla speaker	Prepare and present religious programmes on TV	London SW19
Arabic speaker	Assist Arabic desk present religious programmes on TV	Tilford Surrey
English speaker	Research, edit preaching literature and periodicals	London SW19
Urdu speaker	Lead presentation of religious TV programmes	London SW19
Urdu speaker	Minister of Religion, preaching and propagation	Oxford
Persian speaker	Farsi translation and promote literary research	Minister of Religion training academy Hampshire
Urdu speaker	Hadith critical appraisal and mysticism research	Minister of Religion training academy Hampshire
Urdu speaker	Jurisprudence, history and biographies	Minister of Religion training academy Hampshire

JOB DESCRIPTION: You would be required to do some or all of the following:

Lead and encourage attendance at obligatory prayers; deliver sermons on Fridays and other gatherings; preach and propagate to members of the public the teachings of the founder of the Ahmadiyya Muslim community; defend the teachings against opponents and non-believers; translate literature and correspondence in or from the relevant languages specified above; carry out research on secular and non-secular subjects, publish periodicals, participate in inter-community matters; liaise with members of the community and resolve social problems; introduce programmes; host talk shows, current affairs or religious/cultural educational programmes; report on issues and events; attend production and community management meetings; attend promotional events, conferences and social functions; liaise with the Production Manager and working with the Channel Head, contribute creatively to long-term strategy to ensure maximum audience appeal and attain set targets.

EXPERIENCE REQUIRED:
You must have a wide range of knowledge in the Holy Quran, Ahadith (Traditions of the Prophet of Islam) and Islamic topics and preferably be familiar with the writings of Hadhrat Mirza Ghulam Ahmad - Founder of the Ahmadiyya Muslim community and of his claims gained through an intensive course of private or college study of not less than four years full-time. You must have interpretation skills in Urdu and Arabic languages and as specified in respect of the first four and seventh vacancies with a good understanding of Indonesian, Bangla, Arabic, English or Persian. You should have served as a Minister of Religion for not less than two years (except for the lead presenter of religious TV programmes where up to 6 months Minister of Religion practical experience supplemented by a thorough TV broadcasting knowledge would suffice) and have a good record of performance. For all vacancies, you will preferably have some previous broadcasting experience, and a strong understanding of our targeted audiences particularly in the East. You should also possess good interviewing, listening and spoken communication skills, be able to follow instructions, memorise facts and also have good planning and organisational ability. You need to have a confident and relaxed manner in dealing with members of the public. We expect you to be able to work under pressure.

QUALIFICATIONS REQUIRED: You are expected to have either:

a Shahid "degree" or equivalent gained from attending a Jamia Ahmadiyya college or at NVQ3 level or a UK degree level or equivalent qualification in Islamic religious studies; or a relevant HND level qualification; or an HND level qualification that is not relevant, plus two years' relevant work experience (6 months for lead TV presentation of religious programmes); or at least three years relevant experience at NVQ level 3 or above.

PACKAGE: The stipend/customary offerings package include the following:

Meets minimum wage or £3,420/- per annum (for 35 hours a week on average; plus rent free accommodation with all utilities eg council tax, water rates, gas, electricity paid by the Employer; travel expenses reimbursed; 25 paid holidays per annum.)

Closing Date: 23 August 2014

Please apply to:
Mansoor.Shah@ahmadiyyauk.org OR write to:
The National President, Ahmadiyya Muslim Association UK,
16 Gressenhall Road London SW18 5QL

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بطور سپہ سالار

بریگیڈئر (ر) دبیر احمد پیر

تعارف:

مسلمانوں کو اپنے دفاع میں دشمن سے لڑائی کی اجازت ملنے کے بعد رسول اللہ کی زندگی میں 28 غزوات اور 44 سرایا ہوئے (کُل 78 مہمات)۔ اس طرح 8 سالوں میں ہر سال اوسطاً 9 مہمات بھیجی گئیں۔ ان مہمات میں مسلمانوں کی تعداد چند افراد سے لے کر 30000 افراد تک تھی۔ وہ مسلمان جو کہ مکّہ میں کم تعداد کی وجہ سے بہت کمزور تھے مدینہ میں ایک آزاد ریاست کے طور پر ابھرے۔ یہ ٹرانسفارمیشن (transformation) صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فہم و فراست کی وجہ سے عمل میں آئی۔ آپؐ نے ایک سپاہی کے طور پر بھی غزوات میں حصہ لیا اور دفاعی جنگوں میں بطور جرنیل اپنے لشکر کی کمان کر کے بھی کامل نمونہ پیش کیا اور جنگوں میں عمومی طور پر کم تعداد کے باوجود فتوحات حاصل کیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پرفیکشن (perfection) کا نمونہ اور خوبیوں کا مجموعہ تھے۔ اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بہت ہی اعلیٰ پائے کے لیڈر، حکمران (statesman) اور فوجی کمانڈر تھے۔

مسلمانوں کو جنگ کی اجازت ملنے سے لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک کے عرصے کو چار حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

1 ......ہجرت سے غزوۂ بدر تک کا درمیانی عرصہ۔

2 ......غزوۂ بدر سے غزوۂ احزاب تک کا عرصہ۔

3 ......غزوۂ احزاب سے غزوۂ حنین تک کا عرصہ۔

4 ......غزوۂ تبوک۔

....

ہجرت سے غزوۂ بدر تک کا درمیانی عرصہ (اس عرصے میں 4 غزوات اور 4 سرایا ہوئے)

ان مہمات کے مقاصد:

...... مقامی قبائل سے معاہدے: رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ ہجرت کرنے کے بعد مدینہ عرب کے مسلمانوں کا (Base) بن چکا تھا جس کی سیکورٹی بہت ضروری تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے گردونواح کے قبائل سے معاہدے کئے تا کہ کفار مکّہ انہیں مسلمانوں کے خلاف استعمال نہ کرسکیں۔

...... **انٹیلیجنس اکٹھی کرنا:** ان مہمات کا ایک اور بڑا مقصد دشمن کی نقل وحرکت، تعداد اور اس کے ارادے کے بارے میں بروقت معلومات حاصل کرنا اور اگر کوئی خطرہ درپیش ہو تو بروقت اطلاع (early warning) دینا تھا۔

......مدینہ کے گردونواح کے علاقے کو زیر اثر (dominate) کرنا۔

......مکّہ سے شام جانے والے راستوں کو زیر اثر (dominate) کرنا۔

حکمت عملی: ان مقاصد کے حصول کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین شاخہ حکمت عملی اپنائی تھی۔

1 ......دشمن کو مدینہ (مسلمانوں کے Base) سے دُور رکھنا۔

2 ......دشمن کو اقتصادی طور پر غیر محفوظ کرنا۔

3 ......مقامی قبائل کے ساتھ معاہدے کر کے پورے علاقے سے قریش کے اثر ورسوخ کو ختم کرنا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسلامی دستوں کی حرکات (movements)، کامیاب کارروائیوں اور اثرات کی وجہ سے اپنے تمام مقاصد حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے۔

....

غزوۂ بدر سے غزوۂ احزاب تک کا عرصہ (اس 3 سال کے عرصے میں 13 غزوات اور 2 سرایا ہوئے)

جنگی نقطۂ نظر سے مسلمانوں کے لئے یہ بہت ہی حسّاس دَور تھا جس کے دوران 3 بڑے غزوات ہوئے۔ بدر، اُحد اور احزاب۔ ان غزوات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیمثال حکمت عملی اور منفرد طریق جنگ کی وجہ سے مسلمانوں کو فتوحات حاصل ہوئیں اور قریش کا کوئی بھی کمانڈر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں باوجود بڑی فوج، بہتر ہتھیار اور رسد کی فراوانی کے کامیاب نہ ہوسکا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر غزوہ میں عربوں کے روائتی طریق جنگ سے ہٹ کر پلان بنائے اور انہیں اتنی خوبی سے پورا کیا کہ آج بھی اس کی نظیر نہیں ملتی۔ دشمن کو ہر مرتبہ surprise کیا جس کی وجہ سے وہ اپنا balance برقرار نہ رکھ سکا اور اس کے قدم اکھڑ گئے۔

....

غزوۂ بدر سے غزوۂ احزاب کے درمیانی عرصہ کا تجزیہ

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حکمت عملی (strategy):

1۔ خلاف توقع کام۔ اچانک پن (surprise)

اس عرصہ کی تمام مہمات میں سے صرف ایک مرتبہ قریش نے اچانک پن حاصل کیا جب انہوں نے غزوۂ اُحد کے دوران درّہ پر حملہ کیا اور وہ بھی مسلمانوں کی غلطی کی وجہ سے۔ باقی تمام غزوات وسرایا میں مسلمانوں نے اپنی پسند کی جگہ اور وقت پر قریش کا سامنا کیا۔ جس کی وجہ سے کثیر تعداد میں ہونے کے باوجود کفار مسلمانوں کا مقابلہ نہ کر سکے۔

2۔ بدر اور اُحد میں مسلمانوں کی movement and selection of battle field اور احزاب میں خندق دشمن کے لئے ایک ناگہانی صورتحال تھی جس کے لئے وہ پہلے سے تیار نہیں تھا۔

3۔ اسلامی فوج نے دفاعی حالت میں جارحانہ قابلیت حاصل کی۔ ریزرو کا استعمال۔ command structure۔ تیراندازوں کا استعمال اور فوج کا layout ان باتوں نے اسلامی فوج کو کم تعداد کے باوجود دشمن سے بہت superior بنادیا تھا۔

4۔ دشمن کے strategic balance (فوجی توازن) کو منتشر (disrupt) کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن کے تجارتی راستوں کو خطرے میں ڈالا جو کہ اس کی life line تھے۔ اس طرح اس کی اکانومی کو بھی خطرے میں ڈالا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب قبائل کے ساتھ معاہدے کر کے اعلیٰ strategic result حاصل کئے۔

دشمن کو external bases سے محروم رکھا جنہیں استعمال کر کے وہ مسلمانوں کے خلاف direct/ indirect حملے کرسکتا تھا۔

...... قریش کو ایسی طاقتوں سے محروم کیا جن سے وہ خود معاہدے کر کے مسلمانوں کے خلاف استعمال کرسکتا تھا۔

...... بدر میں پانی کو بطور ہتھیار استعمال کیا۔ اُحد میں فوج کو مکمل تباہی سے بچالیا۔ احزاب میں دشمن کے معاہدوں کو اپنی حکمت عملی سے تڑوادیا۔

....

غزوۂ احزاب کے بعد کے حالات کا تجزیہ

1۔ مدینہ میں شرپسند عناصر ختم ہوگئے اور وہاں پر کوئی ایسا گروپ باقی نہیں رہا تھا جس سے قریش ساز باز کر سکتے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاہدوں کی خلاف ورزی کی وجہ سے یہود قبائل بنی قینقاع، بنی نضیر اور بنی قریظہ کو مدینہ سے نکال دیا تھا۔

2۔ مدینہ کے سیکورٹی parameter میں توسیع ہوئی۔

3۔ اسلام میں داخل ہونے کی وجہ سے مدینہ کی آبادی بڑھ گئی تھی۔ غزوۂ بدر میں 313، غزوۂ اُحد میں 1000 جبکہ غزوۂ احزاب میں 3000 صحابہ نے حصہ لیا۔

4۔ مسلمان اب ایک recognizable طاقت بن چکے تھے جن سے قریش اور باقی قبائل گھبرانے لگے تھے۔

اسیران جنگ: غزوۂ بدر کے قیدیوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس بھی تھے۔ باوجود اس کے کہ صحابہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ان کا خیال رکھنا چاہتے تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کوئی رعایت نہیں دی اور ان سے وہی سلوک کیا جو باقی قیدیوں کے ساتھ کیا جارہا تھا۔ اس کے علاوہ جو قیدی پڑھنا جانتے تھے ان کا صرف یہی فدیہ مقرر کیا کہ وہ مدینہ کے دس لڑکوں کو پڑھنا سکھادیں۔ بعض جن کا فدیہ دینے والا کوئی نہیں تھا ان کو یونہی آزاد کردیا، جو فدیہ دے سکتے تھے ان سے مناسب فدیہ لیکر ان کو چھوڑ دیا۔ اس طرح پرانی رسم کو کہ قیدیوں کو غلام بنا کر رکھا جاتا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ختم کردی۔

....

غزوۂ احزاب سے غزوۂ حنین (طائف) تک کا عرصہ (اس 3 سال کے عرصے میں 9 غزوات اور 33 سرایا ہوئے (کُل 42 مہمات ہوئیں)

اس عرصہ کے بڑے واقعات صلح حدیبیہ، غزوۂ خیبر، فتح مکّہ اور غزوۂ حنین (طائف) تھے۔

اس عرصہ میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی strategy یا حکمت عملی:

1۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے geo-political حالات پر گہری نظر رکھی ہوئی تھی اور اسی پر Base کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی operational strategy ترتیب دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم تھا کہ ایک نہ ایک دن یہودیوں کے ساتھ فیصلہ کن جنگ کرنی پڑے گی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ان کے ساتھ کوئی لڑائی شروع نہیں کی۔ یہود کی خیبر کی طرف migration پر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم گہری نظر رکھے ہوئے تھے۔

2۔ صلح حدیبیہ کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بڑی کامیابی حاصل ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کے دو بڑے دشمنوں کو ایک دوسرے سے الگ کرنے میں کامیاب ہوگئے۔

3۔ اس معاہدے کی رو سے جنگ کی صورت میں قریش اور یہود مسلمانوں کے خلاف ایک دوسرے کی مدد نہیں کرسکتے تھے۔

4۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے geo-military situation کا نہایت ہی باریک بینی سے جائزہ لیتے ہوئے اپنے timings اور priorities سیٹ کیں، ایک دشمن کو معاہدہ کر کے الگ کیا اور دوسرے دشمن سے جنگ کر کے اسے شکست دی اور پھر اس سے معاہدے کئے۔

فتح مکّہ

5۔ فتح مکّہ کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسی psychological approach اختیار کی تا کہ بغیر خون بہائے مکّہ فتح ہوجائے اور قریش کی ہمت بھی جواب دے جائے۔ اس سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے درج ذیل اقدام لئے:

الف) اسلامی فوج کی تیاری اور موومنٹ اس طرح کی گئی کہ قریش کو اس کا علم ہی نہ ہوسکا اور مسلمان ان کے اتنے نزدیک پہنچ گئے کہ ان کے پاس reaction time نہیں تھا۔

ب) مکّہ کے نزدیک پہنچ کر پڑاؤ ڈالنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ تمام خیموں کے آگے آگ جلائی جائے۔ اس طرح اتنے زیادہ الاؤ ایک ہیبتناک نظارہ پیش کررہے تھے کیونکہ اس زمانے میں لشکر کے سائز کا اندازہ اسی طرح لگایا جاتا تھا۔ اس اطلاع نے سردارانِ قریش کی ہمت توڑ دی۔

ج) جب اسلامی لشکر مکّہ کی طرف بڑھنا شروع ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ کسی سڑک کے کونے پر ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کو لے کر کھڑے ہوجاؤ تا کہ وہ اسلامی لشکر اور اس کی فدائیت کو دیکھ سکیں۔ اس منظر کو دیکھ کر ان کے دل دہل گئے۔

اعلانِ امان: آخر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عام معافی کا اعلان فرمادیا کہ ہر اس شخص کو امان ہے جو تلوار نہیں اٹھائے گا، اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے گا، ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے گا، مسجد کعبہ میں داخل ہوجائے گا، اپنے ہتھیار پھینک دے گا، حکیم بن حزام کے گھر میں داخل ہوجائے گا اور ابی رویحہؓ کے جھنڈے کے نیچے آجائے گا۔ اس طرح کسی کے پاس بھی لڑنے کا کوئی جواز نہیں رہا تھا۔

غزوۂ حنین:

1۔ چونکہ فتح مکّہ اس طرح ہوئی کہ نہ مکّہ والوں کو اور نہ ہی اردگرد کے قبائل کو مسلمانوں کی movement کا پتہ چلا۔ اس لئے مکّہ کے جنوب میں آباد قبائل نے اپنی فوجیں وادی اوطاس میں جمع کرلیں اور مسلمانوں سے مقابلے کی تیاری شروع کردی۔

2۔ اطلاع ملنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن ابی حدرد رضی اللہ عنہ کو حالات کا جائزہ لینے کیلئے بھیجا اور دشمن کی positions کو confirm کیا۔

3۔ دشمن فوج کے سالاروں نے اعلیٰ planning کی اور مسلمانوں کیلئے ایک trap تیار کیا۔ انہوں نے میدان جنگ میں اس طرح پوزیشن سنبھالی کہ جب مسلمان ان کی طرف بڑھیں گے تو اسلامی فوج کے flanks کی طرف ایسی کمین گاہیں ہوں گی جہاں سے دشمن کے تیرانداز دونوں اطراف سے اس وقت حملہ کریں گے جب ان پر سامنے سے حملہ ہوچکا ہوگا۔

4۔ جب جنگ شروع ہوئی اور اسلامی فوج اور دشمن میں contact establish ہوا تو اسی وقت اطراف سے تیراندازوں نے بے تحاشا تیر برسانے شروع کردیے جس کی وجہ سے اسلامی فوج میں بھگدڑ مچ گئی اور گنتی کے چند صحابہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد رہ گئے۔ اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر معمولی بہادری اور شجاعت کا مظاہرہ کیا اور دشمن کی طرف بڑھنا شروع کردیا اور اونچی

آواز میں کہا کہ میں خدا کا نبی ہوں اور جھوٹا نہیں ہوں اور عبدالمطلب کا پوتا ہوں۔ ساتھ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو جن کی آواز بہت بلند تھی کہا کہ مسلمانوں کو آواز دے کر بلائیں۔ اس طرح مسلمان دوبارہ اکٹھے ہوئے اور دشمن کو شکست ہوئی۔

غزوۂ تبوک

یہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا آخری غزوہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ شام کی سرحد پر عیسائی عرب قبائل یہودیوں اور کفار کے اکسانے پر مدینہ پر حملہ کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ رجب 9ہجری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حالات کے پیش نظر خود لشکر لے کر شام کی سرحد پر جانے کا فیصلہ کیا اور 30000 کا لشکر تیار کیا اور 15 روز کا سفر کر کے تبوک پہنچے۔ دشمن کا لشکر 40000 سپاہیوں پر مشتمل تھا۔ اسلامی لشکر کے اس طرح اچانک تبوک پہنچ جانے سے دشمن کے حوصلے پست ہو گئے اور اس کی فوج اندرون ملک مختلف شہروں میں بکھر گئی۔ اسلامی فوج تبوک میں کچھ عرصہ رہ کر عیسائیوں سے جنگ کے بغیر واپس مدینہ چلی گئی۔

تجزیہ (Analysis)

o......اس غزوہ کا مسلمانوں کی فوجی ساکھ پر بہت مثبت اثر پڑا۔

o......آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غزوہ سے ایسے سیاسی فوائد حاصل کیے کہ جنگ کی صورت میں بھی ان کا حاصل کرنا ممکن نہ ہوتا۔

o......تمام قبائل نے جزیہ کی ادائیگی منظور کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے معاہدے کئے۔

o......اسلامی حکومت کی سرحدیں براہ راست رومی سرحد سے مل گئیں۔

o......مخالفین پر یہ واضح ہو گیا کہ جزیرۃ العرب میں اسلام سب سے بڑی طاقت ہے۔

o......Initiative & aggressive spirit: باوجود کم، چھوٹی اور کمزور فوج کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کو دشمن کے علاقے میں لے کر گئے۔ ایک چھوٹی اور کمزور فوج سے دشمن کو threaten کیا۔

o **شام کے سرحدی قبائل پر اثر:**

......اثر کے علاقے (influence of area) کی expansion۔

......رومیوں کے اثر کا خاتمہ ہوا۔

......سرحدی قبائل کو جو رومیوں کی protection حاصل تھی اس کا خاتمہ ہوا۔

....

اب ہم ان عسکری صلاحیتوں کا جائزہ لیتے ہیں جن کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر معرکے میں فتحیاب ہوئے

قائد کے لئے بہت ضروری ہے کہ اس کی قوت ارادی مضبوط ہو، نازک ترین مواقع پر فوری فیصلہ کر سکتا ہو، طبیعت میں اس درجہ وقار اور ضبط نفس ہو کہ کامیابی کا نشہ اسے بیخود نہ کر دے اور ناکامی کی مصیبت سراسیمہ اور ہراساں نہ کر دے، انسانی فطرت اور طبیعت کی گہرائیوں تک اس کی دوربین نگاہ پہنچ سکتی ہو اور وہ حالات کا صحیح اندازہ لگانے کی قدرت رکھتا ہو۔

...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ دشمن، علاقے اور میدان جنگ کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کرتے تھے۔

...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصی شجاعت ہر اس میدان جنگ سے واضح ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم شامل ہوئے۔ معرکہ بدر کے بارے میں فیصلہ کرنا، اُحد میں باوجود adverse حالات کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف مسلمانوں کو دشمن کے نرغے سے بچانے میں کامیاب ہوئے بلکہ قریش کے تعاقب میں حمراء الاسد کے مقام تک چلے گئے۔ غزوۂ احزاب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قریش کے دس ہزار کے لشکر کے سامنے ثابت قدم رہنا بھی ایک عجیب قسم کی شجاعت ہے اور خصوصاً اس وقت جبکہ یہودیوں نے اپنے معاہدے کو توڑ ڈالا اور غزوۂ حنین کے دوران اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف دس صحابہ کے ساتھ ثابت قدمی نہ دکھاتے تو بعد کے حالات کچھ اور ہوتے۔

...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت میں فتح اور شکست دونوں حالتوں میں کبھی تغیر اور تبدل نہیں ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر قسم کے حالات میں اعصاب پر پوری طرح قابو رکھتے تھے۔

...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جسمانی قابلیت بہت بڑھی ہوئی تھی۔ مشقت کا کام ہو، چوکیداری ہو، اطلاعات فراہم کرنی ہوں یا کسی بھی موسم میں طویل اور پُر صعوبت سفر ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سب کاموں میں ہمیشہ صحابہ کرام کے برابر کے شریک رہتے تھے۔

...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر اس معاملہ میں جس کا اثر عام مسلمانوں کی مصلحت اور حالت پر پڑتا ہو اپنے صحابہ سے ضرور مشورہ کیا کرتے تھے اور ان کی رائے کو ہمیشہ قبول کرتے تھے چاہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی رائے ان کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ جب جنگ اُحد کے لئے دشمن آرہا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے مشورہ لیا کہ لڑائی کے لئے میدان میں رہنا چاہئے یا کہ باہر نکل کر مقابلہ کرنا چاہئے۔ جو نوجوان بدر کی جنگ میں شامل نہیں ہو سکے تھے انہوں نے اصرار کیا کہ لڑائی باہر نکل کر کرنی چاہئے۔ باوجود اس کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خواب میں یہ واضح کر دیا گیا تھا کہ لڑائی کے لئے مدینہ میں رہنا زیادہ اچھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثریت کی رائے کو تسلیم کر لیا اور لڑائی کے لئے باہر جانے کا فیصلہ کیا۔ بعد میں لوگوں کو احساس ہو گیا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کا نبی جب زرہ پہن لیتا ہے تو اتارا نہیں کرتا۔

...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑائی میں ہمیشہ نئے انداز اختیار فرمائے۔ غزوۂ بدر میں صف بندی کر کے، غزوۂ احزاب میں خندق کھود کر اور طائف کے محاصرے میں منجنیق استعمال کر کے۔

...... مسلمان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لائے اور اس کے تحفظ اور دفاع پر ہمیشہ کمربستہ رہے۔ ایسے وقت بھی آئے کہ انہیں اپنی اولاد، اہل خاندان، دوستوں اور قبیلے والوں کے سامنے تلوار کھینچ کر آنا پڑا۔

...... مسلمان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اس طرح کرتے تھے جس کی نہ کوئی حد اور نہ کوئی مثال تھی۔ فرمان رسالت کے ایک ایک حرف کی تعمیل دل و جان سے کرتے تھے۔

...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو مشقت اور مشکل پسندی کا عادی بنا دیا تھا۔ تیراندازی، گھڑسواری اور اسی طرح کے امور کی ترغیب دیتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے تیراندازی سیکھی اور پھر اسے چھوڑ دیا تو اس نے ایک نعمت حاصل کی اور پھر اسے ٹھکرا دیا۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو دشمن کے غیر متوقع اور ناگہانی حملے کی زد سے بچنے کے گر بھی سکھائے۔

...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم بدترین حالات میں بھی دشمن کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے عدل کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑتے تھے۔

❁......**دفاعی جنگ:** آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بھی کسی دشمن سے لڑائی کی تو مجبور ہو کر کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام غزوات زیادتیوں کو روکنے کے لئے وقوع پذیر ہوئے یا زیادتی کی نیت کو ختم کرنے کے لئے۔ اور جب بھی دشمن نے صلح کے لئے ہاتھ بڑھایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلاتامل ہمیشہ اس میلان کی حوصلہ افزائی کی اور دشمن سے معاہدہ کر کے اس سے تعلق قائم کر لیا۔

❁......**امن کو برقرار رکھنے کے لئے جنگ:** آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اس قبیلے سے صلح کی جس نے بھی صلح کیلئے رغبت کا اظہار کیا۔ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح کے اغراض کے لئے اپنی پوری طاقت خرچ کر دی۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ صحابہ بعض اوقات صلح کی بعض شرائط کو ناپسند کرتے تھے۔ جیسا کہ صلح حدیبیہ میں وقوع پذیر ہوا۔

❁......**انسانیت کی جنگ:** آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی جنگ کے دوران کسی بیگناہ کو کبھی کوئی تکلیف نہیں پہنچائی، اور ہمیشہ بیگناہوں کے مال اور جان کی حفاظت کے خواہشمند رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت تھی کہ جنگ کے دوران عورتوں، بچوں اور معذور لوگوں کو قتل نہ کیا جائے۔ کسی مکان کو نہ گرایا جائے اور کوئی درخت نہ کاٹا جائے۔ قیدیوں کے ساتھ ہمیشہ اچھا سلوک کرنے کی ہدایت فرماتے تھے۔ اور آسان شرائط پر انہیں آزادی دے دیتے تھے۔ دشمن کے مقتولین کے ساتھ مثلہ کرنے کو سختی سے منع فرماتے تھے۔

آخری تجزیہ (AnalysisFinal)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جتنی بھی مہمات ہوئیں ان میں مسلمان ہمیشہ ہتھیاروں، سازوسامان، تعداد اور administration میں اپنے مخالف سے کمتر (inferior) تھے۔

❁...... جنگ کا نظریہ (concept) عام طور پر طاقت کی حرص، territorial expansion، غارت گری، خزانوں/سامان کی حرص اور نسلی معاملات کی وجہ سے بادشاہ اور ملٹری کمانڈر لڑائیاں کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ ایمان کی preservation اور دفاع کیلئے جنگیں لڑیں اور باقی تمام وجوہات کو برا سمجھا۔

❁...... **Morale & Motivation:** آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی leadership qualities کی وجہ سے مسلمانوں میں بہت حوصلہ، ہمت، جذبہ اور جوش وخروش پیدا ہو گیا تھا۔ باوجود اس کے کہ ان کی لڑائی ہمیشہ اپنے سے تعداد، ہتھیار، رسد و رسائل میں superior دشمن سے ہوئی۔

❁...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن کی فوجی قوت کے توازن کو disrupt کرنے کے لئے pre-emptive measures لئے جن میں سب سے اہم وہ معاہدے تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوکل قبائل سے کئے۔

❁......**مشاورت (consultation):**

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کی منصوبہ بندی اور اسکی execution کیلئے باہمی مشاورت کی بنیاد رکھی۔

❁......**فوج پر مکمل کنٹرول:**

فوج پر جنگ کے دوران ہر مرحلے میں مکمل کنٹرول رکھنے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوج کو ایک خاص طریقے سے organize کیا تھا۔ فوج کو گروپس، بٹالین اور لائنوں میں تقسیم کیا تھا۔ ہر صیغے کے کمانڈر مقرر ہوتے تھے اور عمومی ڈسپلن پر بہت زور دیا جاتا تھا۔

❁......**Economy of force:**

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کے دوران فوج اور fire power کو بہت ہی judicious طور پر استعمال کرتے تھے۔

❁......**اچانک پن (surprise):**

عمومی طور پر اچانک پن غیرمتوقع چیزوں سے حاصل کیا جاتا ہے جیسے فوج کی تعداد، حملے کا رخ، ہتھیاروں کی قسم اور تعداد، حملے کا وقت وغیرہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ لڑائیوں میں نت نئے طریقے استعمال کرتے تھے تاکہ دشمن surprise ہو جائے۔ اس میں طریقہ جنگ میں تبدیلی یا جدت، ایسے وقت یا طریقے سے حملہ جس کے لئے وہ تیار نہیں ہوتا تھا، ایسے obstacles یا رکاوٹوں کا استعمال جو دشمن کے لئے بالکل نئے ہوں۔

❁......**جارحانہ پن:**

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اسلامی فوج کی کم تعداد، ہتھیاروں اور رسد و رسائل میں کمی کی وجہ سے دفاعی approach نہیں اپنائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دفاع بھی ہمیشہ آگے بڑھ کر کیا۔

❁......**Deception:**

کئی سرایا و غزوات میں اسلامی افواج کو مدینہ سے نکلنے تک علم نہیں ہوتا تھا کہ وہ کہاں جا رہے ہیں اور کس دشمن سے لڑائی ہونی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ سلم فوج کو پہلے کسی اور سمت لے کر چلتے تھے پھر کچھ فاصلہ طے کر کے صحیح سمت کو رُخ کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایسا بھی ہوا کہ سریہ کے سالار کو بھی علم نہیں تھا کہ انہوں نے کہاں جانا ہے اور کس سے لڑنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک خط دیا اور فرمایا کہ اتنا فاصلہ طے کر کے یہ خط کھولنا ہے جس میں تمام ہدایات دی ہوئی تھیں۔ ان تمام باتوں کا مقصد دشمن پر اچانک پن حاصل کرنا، فوج کو منفی مورال سے بچانا اور دشمن کو deceive کرنا ہوتا تھا۔

اختتام

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے تمام عرصہ میں اسلام دشمن عناصر سے برسر پیکار رہے۔ ان آٹھ سالوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنی جنگیں لڑیں یا مہمات بھجوائیں تاریخ میں اس کا کوئی ثانی نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک نہایت dynamic ملٹری لیڈر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہادری بیمثال تھی۔ مشکل سے مشکل حالات میں بھی اپنے لوگوں کے ساتھ رہتے تھے۔ معاہدوں کا ہمیشہ پاس کرتے تھے، کبھی ظلم نہیں کرتے تھے اور جنگ کے بارے میں اسلامی اصولوں کی سختی سے پابندی کرتے تھے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’تم بھی خدا کی محبت میں ایسے محو ہو جاؤ کہ تمہارا وجود ہی درمیان سے گم ہو جاوے۔ پھر اگر ایسے تعلق میں انسان مر بھی جاوے تو بڑا ہی خوش قسمت ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 134۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2014ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(عبدالرحمان)

(قسط نمبر128)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

کام جو دِکھلائے اُس خلاّق نے میرے لیے
کیا وہ کرسکتا ہے جو ہو مُفتری شیطاں کا یار
مَیں نے روتے روتے دامن کر دیا تر درد سے
اب تلک تم میں وہی خشکی رہی با حالِ زار
ہائے یہ کیا ہو گیا عقلوں پہ کیا پتھر پڑے
ہو گیا آنکھوں کے آگے اُن کے دِن تاریک وتار
یا کسی مخفی گنہ سے شامَتِ اعلام ہے
جِس سے عقلیں ہوگئیں بےکار اور اِک مُردہ وار

(درِّثمین شائع کردہ نظارت نشرواشاعت قادیان صفحہ 177)

قارئین الفضل کی خدمت میں ماہ فروری، مارچ 2014ء کے دوران پاکستان میں احمدیوں کے خلاف ہونے والے واقعات کا خلاصہ پیش ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو محض اپنے فضل سے اپنے حفظ وامان میں رکھے، اور جلد از جلد شریروں کی پکڑ کا سامان فرمائے۔ آمین

احمدیہ سکول کھولنے پر مخالفت

عنایت پور بھٹیاں ضلع چنیوٹ؛ مارچ 2014ء: یہاں کی مقامی احمدیہ جماعت نے اس گاؤں میں ایک سکول کھولنے کا ارادہ کیا۔ غلام احمد ابن محمد شفیع نے اس نیک مقصد کے لیے اپنی اراضی میں سے چار کنال کا رقبہ وقف کردیا۔ جب مخالفینِ احمدیت کو احمدیوں کے اس 'ارادے' کا پتا لگا تو انہوں نے اس سکول کے قیام کی مخالفت کرنے کی ٹھانی۔ انہوں نے پولیس کے پاس اپنا نمائندہ بھیجا جس نے یہ مؤقف اختیار کیا کہ احمدی اس پرائیویٹ سکول میں تبلیغ کرکے علاقے کے لوگوں کا مذہب تبدیل کرنا چاہتے ہیں۔ (یہاں قارئین کی خدمت میں ایک وضاحت پیش کرنا ضروری ہے کہ غیر احمدیوں کی طرف سے یہ بے جا اعتراض اٹھایا جاتا ہے کہ احمدیت ایک نیا 'مذہب' ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ 'جماعتِ احمدیہ مسلمہ' کوئی نیا مذہب نہیں بلکہ حقیقی اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے والی ایک مسلمان جماعت ہے)۔

اس نمائندہ نے مزید اس بات کو بطور دلیل پیش کیا کہ جس جگہ پر یہ سکول تعمیر کیا جانا مقصود ہے اس کے قریب ہی ایک دیوبندی مسجد اور مدرسہ بنام 'مدرسہ عربیہ نور الہدیٰ' واقع ہے اس لیے پولیس کو اس سکول کی تعمیر کی اجازت نہیں دینی چاہیے۔

مزید برآں ربوہ (چناب نگر) میں واقع مسلم کالونی کے رہائشی ایک ملاّں غلام مصطفیٰ کو اس گاؤں کے باسیوں نے مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھانے کے لیے 21/فروری 2014ء کو مدعو کیا۔ اس ملاّں نے اپنے 'ضابطۂ اخلاق' کے پیشِ نظر نمازِ جمعہ کی اس بابرکت محفل میں احمدیوں کے خلاف جھوٹی باتوں کو بنیاد بنا کر دشنام دہی اور نازیبا الفاظ کی بھرمار کرتے ہوئے مسجد کے 'تقدّس' کو ایک مرتبہ پھر دنیا کے سامنے پامال کیا۔

بدین سندھ سے ایک رپورٹ

مارچ 2014ء: اس مہینے میں ہندوؤں کا ایک تہوار 'ہولی' منایا گیا۔ ضلع بدین کے گاؤں گوٹھ پیر سخی میں کسی نے ہولی کے رنگوں سے 'اللہ' اور 'محمد' لکھ دیا۔ اس فعل کی وجہ سے مقامی مسلمانوں میں غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی۔ انہوں نے جلوس نکالے، سڑکوں کو بلاک کردیا جس کے نتیجہ میں کاروبارِ زندگی معطل ہوکر رہ گیا۔ ان جلوسوں میں جو بظاہر کسی ہندو کی ناروا حرکت کی وجہ سے نکالا گیا تھا احمدیوں کے خلاف بھی نعرہ بازی کی گئی۔ قریب ہی واقع ایک گاؤں 'ڈامبالو' کے ایک کاؤنسلر نے ہیومن رائٹس کے لئے کام کرنے والی ایک NGO کو حالات کا جائزہ لینے کے لیے مدعو کیا۔ جب اس تنظیم کے ممبران اس سے ملنے کے لیے وہاں پہنچے تو جماعتِ احمدیہ کے ضلعی امیر کے بیٹے مبارک احمد بھی وہاں موجود تھے۔ ان کی وہاں موجودگی کو بنیاد بناتے ہوئے ملاّں نے احمدیوں پر اس بات کا الزام لگا دیا کہ انسانی حقوق کے لیے کام کرنے والی اس تنظیم کو انہوں نے بلوایا ہے۔

مورخہ 30/اور 31/ مارچ کی درمیانی شب کسی نے ایک مرتبہ پھر ڈامبالو سے بشیر آباد جانے والے راستے پر ہولی کے رنگوں سے اسی ناروا حرکت کو دہرایا۔ یقیناً یہ کام کرنے والے شرارت کی نیت سے ایسا کر رہے تھے۔

پاکستانی ملاّں انڈیا اور جنوبی افریقہ میں

لاہور: مولوی زاہد الراشدی نے ماہِ مارچ کے دوران روزنامہ انصاف میں 'سفرنامہ جنوبی افریقہ اور بھارت' کے عنوان سے 20 قسطوں پر مشتمل ایک رپورٹ شائع کروائی۔ یہ سفر اس نے دسمبر 2013ء میں کیا تھا۔

اس سے قبل زاہد الراشدی نے اس سفر کا مختصر احوال روزنامہ پاکستان میں بھی چھپوایا تھا۔ ہماری جانب سے دسمبر 2013ء کی ماہانہ رپورٹ میں اس مضمون کا متعلقہ حصہ اور اس پر تبصرہ شائع ہو چکا ہے۔ ان تقاریر میں ملاّں زاہد الراشدی نے امت مسلمہ کو توجہ دلائی ہے کہ ان سب کو مل کر اپنی توجہ مشرقِ وسطیٰ میں ہونے والے شیعہ سنی فسادات کی طرف کرنی چاہیے اور مل کر شیعوں کی سرکوبی کے لیے کام کرنا چاہیے۔

انڈیا ایک مختلف ملک ہے۔ (یہاں مسلمان ایک مذہبی اقلیت ہیں)۔ یہاں پر قائم 'جمعیت علمائے ہند' جو کہ پاکستان میں موجود اپنے کاؤنٹر پارٹ سے پرانی، معتبر اور سینئر تنظیم ہے معاشرے میں بسنے والے مختلف رنگ ونسل و مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے درمیان قائم ہونے والے باہمی روابط کے بارہ میں تھوڑا الگ زاویہ نگاہ رکھتی ہے۔ انہوں نے اپنے بانی مولانا محمود الحسن کی طرف سے جاری کردہ 'تحریکِ ریشمی رومال' کے صدسالہ جشن کی مناسبت سے 'شیخ الہند عالمی امن کانفرنس' کا انعقاد کیا اور اس کانفرنس میں پاکستان سے علماء کو شمولیت کی دعوت دی۔

پاکستان سے تیس کے قریب ملاّؤں پر مشتمل وفد مولانا فضل الرحمٰن کی سرکردگی میں ہندوستان پہنچا۔ یہ لوگ 11/ دسمبر 2013ء کو ہندوستان پہنچے اور وہاں پر ایک ہفتہ قیام کیا۔ ذیل میں درج کی جانے والی رپورٹ ملاّں راشدی کے مضامین سے اخذ کی گئی ہے جبکہ اس پر تبصرہ ہماری طرف سے ہے۔

جنوبی افریقہ میں منعقد ہونے والی کانفرنس میں شامل ہونے والے زیادہ تر پاکستان، جنوبی افریقہ اور سعودی عرب سے تعلق رکھنے والے ملاّں تھے جبکہ کچھ ملاّں ہندوستان سے بھی وہاں پہنچے تھے۔ اس کانفرنس میں زیادہ تر تقاریر یا تو احمدیوں کی مخالفت پر یا مغربی ممالک کی مخالفت پر مبنی تھیں۔ مثلاً بعض مقرّرین نے کہا:

۔ اس بات کی یقین دہانی کرانے کے لیے کہ سعودی عرب میں موجود مقدّس مقامات میں منکرینِ ختمِ نبوّت بالخصوص قادیانی داخل نہ ہوسکیں سعودی عرب کی حکومت کو چاہیے کہ اپنے work اور حج کے ویزا کے حصول کے لیے پُر کیے جانے والے ویزا فارم میں ایک بیانِ حلفی شامل کریں جس میں ہر درخواست دہندہ کا ختمِ نبوّت کے عقیدہ پر ایمان ثابت ہوتا ہو۔ اور اس اصول پر سختی سے عمل درآمد کرایا جائے۔

۔ مسلم جوڈیشل کونسل کے صدر شیخ احسان نے کہا کہ موجودہ دور میں ماڈرن فلاسفی، جمہوریت، آزادی اور (انسانی) حقوق کی ادائیگی کے نام پر اٹھنے والی تحریکوں کا سدِّ باب ضروری ہے۔

اس کے برعکس ہندوستان میں منعقد کی جانے والی کانفرنس میں امن، باہمی رواداری، برداشت اور خدمتِ خلق پر زور دیا گیا۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ پاکستان سے اس کانفرنس میں شمولیت اختیار کرنے والے ملاّں نے بھی مقررین کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے اسی موضوع پر تقاریر کیں۔ مولوی راشدی نے جو کہ پاکستان کی عوام میں فرقہ واریت اور شدّت پسندی کے جذبات کو ہوا دینے میں اپنی پہچان آپ ہے اس کانفرنس کی رپورٹ میں دنیا میں امن کے قیام کے لیے علماء کی جانب سے جاری کردہ ایک مشترکہ بیان کا کچھ اس طرح ذکر کیا:

۔ ہم سب ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر آپس کے تعلقات کو بہتر بنانے، دنیا میں ہر سطح پر امن اور باہمی رواداری کے قیام اور خدمتِ انسانی کے لیے مل کر کام کریں گے۔

۔ ہم دہشت گردی کی تمام صورتوں کو پرزور طریق پر ردّ کرتے ہیں اور 'فتویٰ دیوبند' کی پوری حمایت کرتے ہیں۔

۔ اقلیتوں، غریبوں، معاشرے کے نچلے طبقے سے تعلق رکھنے والے حصوں اور عورتوں کے حقوق کی ادائیگی کے بغیر امن کا قیام غیر ممکن ہے اور جب تک امن نہ ہوگا ترقی نہیں ہوسکتی۔ اس لیے ہم پوری کوشش کریں گے کہ ان سب کو ان کے حقوق ملیں اور معاشرے میں ہر کسی کو برابر انصاف ملے۔

بلاشبہ یہ الفاظ آبِ زَر سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔ لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ اسلام کے نام نہاد علماء 'منافقت' میں بھی اپنی مثال آپ رکھتے ہیں! اپنی انہیں رپورٹس میں ملاّں راشدی نے لکھا ہے کہ اس دورہ ہندوستان کے دوران ''امیر احرارِ ہند مولانا حبیب لدھیانوی ثانی نے مولانا فضل الرحمٰن کی عزت افزائی کرتے ہوئے اسے ایک تلوار تحفہ میں دی۔

مولوی راشدی خود عرصہ دراز سے پاکستان میں احمدیوں کے خلاف جاری تحریک میں روحِ رواں کی حیثیت رکھتا ہے۔ پاکستان میں کئی دہائیوں سے احمدیوں کے 'واجب القتل' ہونے کے فتاویٰ، انہیں تکالیف پہنچانا، ان کی مساجد پر حملے کروانا، ان کو بنیادی حقوق سے محروم کرنا، معاشرے میں ان کے ساتھ دوسرے درجے کے شہریوں سے بھی بدتر سلوک رکھنا یہ سب کچھ زیادہ تر دیوبندی ملاّں کی پارٹیوں کی سرکردگی میں ہی ہوتا آیا ہے۔ اور اسی مسلک سے تعلق رکھنے والے ملاّں نے ہندوستان میں منعقد ہونے والی امن کانفرنس میں نہ صرف شرکت کی بلکہ دنیا میں قیامِ امن اور ہر فردِ واحد کو اس کے بنیادی حقوق کی فراہمی کے لیے مشترکہ کوششیں کرنے کے بیانات بھی جاری کیے۔ آج کے ملاّں کا طرّہ امتیاز ہی یہ ہے کہ ان کا فعل ان کے قول کی صداقت کی گواہی نہیں دیتا۔ یہ لوگ قرآنی حکم 'تم وہ کیوں کہتے ہو جو کہ کرتے نہیں' کی مخالفت کی جیتی جاگتی تصویر ہیں۔ دیوبندیوں کے ایک بزرگ نے یہ فتویٰ جاری کیا تھا کہ:

'حق کی ترویج کے لیے جھوٹ بولنا جائز ہے؛ البتہ جس قدر ممکن ہو سکے واضح جھوٹ سے بچنا چاہیے؛ لیکن اگر بچنا ممکن نہ ہو تو صاف جھوٹ بول دینا جائز ہے۔''

(فتاویٰ رشیدیہ)

ملاّں راشدی گوجرانوالہ سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ وہاں پر قائم ایک بڑے مدرسے کا مہتمم ہے۔ گوجرانوالہ وہ شہر ہے جہاں 1974ء میں جماعت احمدیہ کے خلاف ہونے والے فسادات میں پاکستان بھر میں سب سے زیادہ احمدیوں کو جانی نقصان اٹھانا پڑا تھا۔ یہی وہ شہر ہے جہاں کچھ عرصہ قبل ایک غیر احمدی حافظ قرآن فاروق سجاد کو بے بنیاد گستاخی قرآن کا الزام لگا کر اینٹیں مار مار کر قتل کر دینے کے بعد اس کی لاش کو نذرِ آتش کر دیا گیا تھا۔ اسی پر بس نہیں کی گئی، اس مسخ شدہ لاش کو پھر ایک موٹر سائیکل کے پیچھے باندھ کر پورے علاقے میں گھسیٹا گیا تھا۔

اینٹی احمدیہ کانفرنس پر پابندی

سیالکوٹ؛ 2/ مارچ 2014ء: یہاں کے علاقہ میانوالی سندھواں کی مسجد گنبد والی میں جماعتِ احمدیہ کی مخالفت میں 'یدِ طولیٰ' رکھنے والے ایک ملاّں اللہ وسایا نے ختمِ نبوّت کانفرنس منعقد کرنے کا ارادہ کیا۔ اس کانفرنس کی تشہیر کے لیے بڑے پیمانے پر شہر میں پوسٹر اور وال چاکنگ کی گئی۔ اس پر جماعتِ احمدیہ کے ذمہ دار افراد نے انتظامیہ سے رابطہ کیا اور ماضی میں ہونے والے واقعات کے آئینہ میں ملاّں کے کردار پر روشنی ڈالی اور اپنے خدشات کا اظہار کیا۔ الغرض انتظامیہ کو اس کانفرنس کے انعقاد پر اپنے تحفظات سے آگاہ کیا۔ اس پر انتظامیہ نے ذمہ داری کا ثبوت دیتے ہوئے بروقت کارروائی کی اور اس کانفرنس کے انعقاد پر پابندی عائد کردی۔

(باقی آئندہ)

الفضل انٹرنیشنل میں

اشتہار دے کر

اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

(مینیجر)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

مکرم میاں مبشر احمد صاحب شہید

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 13 اکتوبر 2010ء میں مکرمہ ن۔ مبشر صاحبہ نے اپنے مضمون میں اپنے خاوند محترم میاں مبشر احمد صاحب کا ذکرخیر کیا ہے جو 28 مئی 2010ء کو دارالذکر لاہور میں شہید کردیئے گئے۔

مضمون نگار رقمطراز ہیں کہ 28 مئی 2010ء کے ایک ہی دن میں کتنے گھروں کے سائبان اٹھ گئے۔ اس دن ہمارے گھر میں بھی دو جنازے پہنچے۔ ایک میرے خاوند مکرم میاں مبشر احمد صاحب کا اور دوسرے میرے کزن مکرم میاں فدا حسین صاحب کا۔

مکرم میاں برکت علی صاحب اور مکرمہ فاطمہ بیگم صاحبہ کے ہاں مکرم میاں مبشر احمد صاحب 1944ء میں کھاریاں میں پیدا ہوئے۔ اس سے پہلے ان کے بچے چھوٹی عمر میں فوت ہوجاتے تھے۔ بہت دعاؤں کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ زندگی والا بچہ دیا۔ تین سال کی عمر میں ماں کی شفقت سے محروم ہوگئے۔ دو بھائی اَور تھے جو اپنی خالہ کی زیرعاطفت پلنے لگے۔ دس سال کی عمر میں دوسری والدہ آگئیں جن سے اللہ تعالیٰ نے 7 بھائی اور دو بہنیں عطا کیں۔ شہید مرحوم کو اپنے سب بہن بھائیوں سے بے مثال محبت تھی اور آپ اپنی دوسری والدہ کا بہت احترام کرتے تھے۔ جب آپ کے والد صاحب کی وفات ہوئی تو آپ کے سب سے چھوٹے بھائی کی عمر 4 سال تھی۔ چنانچہ سب بھائی بہنوں کی تعلیم اور تربیت کا خیال رکھا اور پھر کاروبار اور شادی کی ذمہ داریاں بھی احسن طریقے سے نبھائیں اور ہمیشہ اُن کی مدد پر آمادہ رہے۔ 2000ء میں آپ نے اپنا گھر فروخت کیا تاکہ دوسرا خرید سکیں۔ انہی دنوں آپ کے بھائیوں نے ایک کارخانہ خریدا جس میں کچھ رقم کی ضرورت تھی۔ آپ نے گھر خریدنے کا اپنا ارادہ ملتوی کردیا اور وہ رقم اپنے بھائیوں کو دے دی۔

آپ ایک نیک دل اور نیک فطرت انسان تھے۔ چہرے پر ہروقت مسکراہٹ رہتی جو شہادت کے وقت بھی نمایاں نظر آ رہی تھی۔ جس محفل میں جاتے ایک لطیف تأثر چھوڑتے تھے۔ موقع محل پر لطیفوں کے ذریعے ماحول خوشگوار کردیتے تھے۔

آپ ایسے صلح جُو انسان تھے جو کبھی کسی سے ناراض نہیں ہوتا تھا۔ اپنے رشتہ داروں یا کسی احمدی گھر میں ناراضگی کا پتہ چلتا تو ان کی صلح کرا کے ہی دم لیتے۔ کبھی جھوٹ بولا نہ غیبت کی۔ گھر میں کبھی کسی نے کسی کے بارے میں کوئی بات کی تو فوراً کہتے کہ اُن کی باتوں کو چھوڑیں، ہم اپنی باتیں کرتے ہیں۔ ہمیشہ دوسروں سے احسان کا سلوک کرتے۔ اگر کوئی زیادتی کرتا تو یہی کہتے کہ میں نے اس سے اجر نہیں لینا، میں تو خداتعالیٰ سے اجر کا طلبگار رہوں۔

جب سیلاب آتا تھا تو گھر کے قریب ایک عیسائی بستی نشیب میں ہونے کی وجہ سے قریباً ڈوب جاتی تھی۔ آپ اپنے گھر کا ایک حصہ رہنے کے لئے انہیں دے دیا کرتے تھے اور جب تک اُن کے گھروں سے پانی نہ نکل جاتا وہ وہاں ہی رہتے۔ ہمسایوں سے ایسا تعلق تھا کہ جب وزیرآباد سے گوجرانوالہ شفٹ ہوئے تو ہمسایوں نے رو رو کر رخصت کیا اور یہی کہتے رہے کہ آپ جیسا ہمسایہ ہمیں کبھی نہیں ملے گا۔ گوجرانوالہ میں جب کرایہ دار تھے تو مالک مکان آپ کے نیک اطوار کو دیکھ کر یہی اظہار کرتی تھی کہ میں بہت خوش قسمت ہوں مجھے آپ جیسا کرایہ دار ملا اور خواہش کرتی کہ اُس کے بچوں کو اپنی سرپرستی میں رکھیں۔

اللہ تعالیٰ پر بے حد توکل تھا۔ 1974ء میں آپ مختلف مشروبات کے ڈسٹری بیوٹر تھے۔ مخالفین نے آپ کی ایجنسی پر دھاوا بول دیا اور ساری بوتلیں اٹھا کر لے گئے۔ کاروبار بظاہر ختم ہوگیا مگر آپ کی زبان پر حرف شکایت نہ آیا۔ نہایت محنتی اور دیانتدار تھے۔ کئی بار جعلی مشروبات بنانے والے آتے اور سہانے سپنے دکھاتے کہ آپ ہماری تھوڑی سی بوتلیں اصلی کے ساتھ Mix کرکے بیچیں گے تو دنوں میں امیر ہوجائیں گے۔ آپ معذرت کے ساتھ ان کی پیشکش مسترد کردیتے۔

آپ اپنے ملازمین سے بہت محبت اور شفقت کا سلوک کرتے تھے اور اُن کے دکھ سکھ کے ساتھی تھے۔ ان کے لئے اُن کی پسند کا کھانا گھر سے پکوا کر لے جاتے تھے۔ کئی ملازموں کی شادیاں بھی کرائیں۔ وہ بھی آپ کو اپنے باپ کی طرح سمجھتے تھے۔

آپ ایک شفیق باپ تھے۔ بچوں کو کبھی جھڑکتے نہ تھے۔ اگر اُن سے کوتاہی ہوجاتی تو نرمی سے سمجھاتے اور بہت دعائیں کرتے تھے۔ گھر سے دُور بچوں کو کوئی تکلیف پہنچتی تو آپ کی چھٹی حس بتا دیتی۔ آپ فون کرتے تو واقعی اس بچے کو کوئی نہ کوئی تکلیف ہوتی۔ اپنے بیٹے عزیزم قمر احمد (مبلغ بینن) کو ہمیشہ یہ نصیحت کرتے کہ ہر کام خداتعالیٰ کی رضا کے لئے کرنا ہے، دعا کرنی ہے اور نتیجہ خداتعالیٰ پر چھوڑ دینا ہے۔

ہمارے دو بیٹے اور ایک بیٹی ہے اور ایک بچی ہم نے ایک احمدی گھرانے سے گود لی ہے۔ اس سے بہت محبت تھی اور اس کو بہت اچھے سکول میں تعلیم دلوا رہے تھے۔ اپنے بیٹوں سے یہی کہتے کہ میری یہ ایک امانت آپ کے پاس ہے، اس کی تعلیم و تربیت کا خاص خیال رکھنا اور اس کی کسی نیک گھرانے میں شادی کرنا۔

میرے ساتھ ان کا رویہ نہایت دوستانہ تھا۔ میری 38 سالہ ازدواجی زندگی میں کوئی لمحہ نہیں ملتا کہ ڈانٹ تو درکنار کبھی سخت لہجے میں بات کی ہو۔ گھریلو معاملات میں کبھی دخل اندازی نہ کرتے۔ مجھے کافی عرصہ بطور صدر لجنہ ضلع خدمت کرنے کی توفیق ملی۔ آپ نے چندہ اور رپورٹیں مرکز تک پہنچانے کی ذمہ داری لی ہوئی تھی جو احسن طریقہ سے نبھائی۔

آپ نہایت ہی بے نفس اور سچے انسان تھے۔ جماعت اور خلافت سے غیرمعمولی محبت تھی۔ ساری زندگی مختلف جماعتی خدمات بجالاتے رہے۔ آپ کے ماموں محترم میاں غلام احمد صاحب کافی عرصہ امیر ضلع گوجرانوالہ رہے۔ آپ اُن کے دست راست تھے۔ کوئی بھی مشکل کام آپ کے ذمہ لگایا جاتا تو اپنے ذاتی کام چھوڑ کر اُسے مکمل کرتے۔ 1974ء کے پُرآشوب دَور میں کوئی جماعتی ڈاک لے کر ربوہ گئے۔ واپسی پر چنیوٹ میں جلوس نے بس کو روک لیا کہ اس میں کوئی مرزائی تو نہیں ہے۔ پھر آپ کو داڑھی سے پہچان لیا اور نیچے اترنے کو کہا۔ بتاتے تھے کہ مَیں نے اسی وقت لبیک کہتے ہوئے اپنی جان خدا کے سپرد کردی۔ مگر پھر ڈرائیور کی ہوشیاری سے اللہ تعالیٰ نے بچالیا۔

آپ اپنی عاجزی اور انکساری کی وجہ سے اپنے خدا سے آخرت میں پاس ہونے کے لئے 33 فیصد نمبر مانگا کرتے تھے مگر میرے غنی اور بے نیاز خدا نے آپ کو سو فیصد نمبر دے کر شہادت کا مقام عطا فرمادیا۔

محترم چودھری محمد مالک صاحب چدھڑ شہید

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 8؍نومبر 2010ء میں مکرم پروفیسر محمد شریف خان صاحب نے اپنے مضمون میں محترم چودھری محمد مالک صاحب چدھڑ کا ذکرخیر کیا ہے جو سانحہ لاہور میں شہید کردیئے گئے۔

گکھڑمنڈی ضلع گوجرانوالہ کی احمدیہ تاریخ میں چدھڑ خاندان نمایاں رہا ہے۔ ان کے جدّ چوہدری نواب خان جھنگ میگھیانہ میں سکونت پذیر تھے۔ اُن کی شادی سیالکوٹ کے ایک احمدی گھرانے میں ہوئی تو وہ بھی احمدی ہوگئے جس پر ان کے بھائیوں نے ایک سکھ کو انعام کا لالچ دے کر اُن کو مارنے کی کوشش کی۔ چودھری صاحب کو خداتعالیٰ نے دشمن کے وار سے بچا لیا تو مخدوش حالات کے پیش نظر اُن کا سارا خاندان ہجرت کرکے گکھڑ آبسا جہاں کاشتکاری اور اجناس کی آڑھت کرنے لگے۔ اُن کے پانچ بیٹوں میں سب سے چھوٹے محترم چوہدری محمد مالک صاحب شہید تھے۔

1952ء میں ہمارا گھرانہ بھی گکھڑ منتقل ہوگیا۔ اباجی (ڈاکٹر حبیب اللہ خان صاحب ابوحنیفی مرحوم) وہاں کے سیکرٹری مال مقرر ہوئے۔ احبابِ جماعت سے رفتہ رفتہ شناسائی ہوتی گئی جو اخوّت کے مضبوط رشتہ میں تاحال قائم دائم ہے۔ ان میں ایک دلآویز شخصیت چوہدری محمد مالک صاحب کی تھی۔ متدین، نہایت شریف النفس اور شستہ طبیعت بزرگ تھے۔ خوبصورت چہرہ پر خشخشی ریش، وجدآفرین مسکراہٹ، آنکھوں میں محبت ہروقت رہتی تھی۔ طبیعت میں ایک خاص قسم کا ٹھہراؤ تھا۔ آواز دھیمی اور وجدآفرین تھی۔

آپ ہر معاملہ کو بڑی خوش خلقی اور متانت سے حل فرماتے۔ نماز فجر کے بعد تفسیرِ کبیر اور حضرت مسیحِ موعودؑ کی کتب کا درس نہایت دلنشین طریق اور پُراثر آواز میں دیتے کہ ان درسوں کی حلاوت نصف صدی کے بعد بھی ابھی تک مجھے محسوس ہورہی ہے۔ آپ کا اپنے چچاؤں کے ساتھ زرعی کاروبار مشترک تھا۔ اختلافات لازم اُٹھتے تھے۔ آپ کا دلنشین طرزِ استدلال ان تمام معاملات کو خوش اسلوبی سے حل کرنے میں ہمیشہ مددگار ثابت ہوتا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 18 جون 2010ء میں شہید مرحوم کا ذکرخیر کرتے ہوئے فرمایا کہ ’’چوہدری محمد مالک صاحب چدھڑ شہید ابن مکرم چوہدری فتح محمد صاحب شہید مرحوم کے آباؤاجداد گکھڑمنڈی کے رہنے والے تھے، وہاں سے گوجرانوالہ اور پھر لاہور شفٹ ہوگئے۔ ان کی پیدائش سے قبل ہی ان کے والد صاحب وفات پا گئے تھے۔ میٹرک میں پڑھتے تھے کہ والدہ نے بازو میں پہنی ہوئی سونے کی چوڑی اتار کر ہاتھ میں دے دی کہ جا کر پڑھو۔ مَرے کالج سیالکوٹ سے بی اے کیا۔ سپرنٹنڈنٹ جیل کی نوکری ملتی تھی لیکن نہیں کی بلکہ زمیندارہ کرتے رہے۔ اسی سے بچوں کو تعلیم دلوائی۔ شہادت کے وقت ان کی عمر 93 سال تھی اور موصی بھی تھے۔ اب اس عمر میں جانا تو تھا ہی لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ رتبہ عطا فرمایا۔ مسجد نور میں ان کی شہادت ہوئی۔ اہل خانہ بتاتے ہیں بڑھاپے کے وجہ سے بھولنے کی عادت تھی جس کی وجہ سے سات آٹھ جمعے چھوڑے اور 28 مئی کو جمعہ پر جانے کی بہت ضد کررہے تھے۔ ان کی بہو بتاتی ہیں کہ ان کو کہا گیا کہ باہر موسم ٹھیک نہیں، آندھی چل رہی ہے اس لئے آپ جمعہ پر نہ جائیں۔ بچوں کی بھی یہی خواہش لیکن نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے تیار ہوکر گھر سے چلے گئے۔ عموماً مسجد کے صحن میں کرسی پر بیٹھ کر نماز جمعہ ادا کرتے تھے۔ ہمیشہ کی طرح سانحہ کے روز بھی صحن میں کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے اور حملہ کے شروع میں ہی گولیاں لگنے سے شہادت ہوگئی۔ بہت امن پسند تھے کبھی کسی سے زیادتی نہیں کی۔ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب بہت شوق سے پڑھتے تھے اور گھر والوں کو بھی تلقین کرتے تھے۔ ان کے صاحبزادے داؤد احمد صاحب بتاتے ہیں جب میں نے ایم اے اکنامکس پاس کیا والد صاحب سے ملازمت کی اجازت چاہی تو انہوں نے جواب دیا کہ میری نوکری کرلو۔ میں نے کہا وہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا تم باقاعدہ دفتر کی طرح تیار ہوکر صبح نو بجے آنا، درمیان میں وقفہ بھی ہوگا اور شام پانچ بجے چھٹی ہوجایا کرے گی۔ اور یہاں میز پر بیٹھ جاؤ اور حضرت مسیح موعودؑ کی کتابیں پڑھا کرو، اور اپنی نوکری سے جتنی تنخواہ ملنے کی تمہیں امید ہے اتنی تنخواہ میں تمہیں دے دیا کروں گا۔ تو کتابیں پڑھانے کے بعد اس نوکری سے فارغ کیا۔ تو بچپن سے لے کر شادی تک بچوں کی اس طرح تربیت کی۔ اذان کے وقت سب بچوں کے دروازے کھٹکھٹاتے۔ اور جب تک انہیں اٹھا نہیں لیتے تھے چھوڑتے نہیں تھے۔ اور پھر وضو کر واکر گھر میں باقاعدہ نماز ہوتی۔ بچوں کی تربیت کے لئے انہیں کبھی نہیں مارا اور لڑکے کہتے ہیں ہمیں بھی یہی فلسفہ سمجھاتے تھے کہ بچوں کے لئے دعا کرنی چاہئے، یہی ان کی ہمدردی ہے اور مار پیٹ سے تربیت نہیں ہوتی۔ کہتے ہیں جب بھی رات کو میری آنکھ کھلتی مَیں نے رو رو کر انہیں اپنی اولاد کے لئے دعائیں ہی کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ 1974ء میں لڑکے کہتے ہیں ہم سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ میں تھے۔ حالات خراب ہونے پر کافی احمدی احباب ہمارے گھر اکٹھے ہوگئے۔ اور ڈیڑھ دو ماہ ان کا کیمپ ہمارے گھر کے پاس تھا۔ چنانچہ ان سب کی بہت خدمت کی۔ بہت دیانتدار تھے، جھوٹ تو منہ سے نکلتا نہیں تھا۔ ہمیشہ سچ بولا اور سچ کا ساتھ دیا اور سارے خاندان کی خود کہہ کر وصیت کروائی‘‘۔

اس سے قبل آپ کے ایک چچا چوہدری امانت علی صاحب مرحوم کے ہونہار بیٹے مبشر احمد کو بھی احمدیت پر جان نثار کرنے کا فخر حاصل ہوا۔ وہ تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے طالب علم تھے۔ موسم گرما کی چھٹیوں میں اپنے گھر گکھڑ آئے ہوئے تھے کہ ایک شقی القلب نے چھری سے وار کرکے شہید کردیا تھا۔

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
July 4, 2014 – July 10, 2014

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday July 4, 2014

00:10	World News
00:35	Dars-ul-Quran: Recorded on January 4, 1998.
01:50	Ramadhan Dars-e-Hadith
02:30	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
03:20	Seminar Seerat-un-Nabi
04:15	Chef's Corner
05:05	Ramadhan Question And Answer
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
07:10	Yassarnal Quran: A children's programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
07:45	Rah-e-Huda
09:20	Indonesian Service
10:25	Dars-ul-Quran: Recorded on January 5, 1998.
11:35	Dars-e-Hadith
12:00	Live Friday Sermon
13:20	Noor-e-Mustafwi
13:40	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
13:55	Yassarnal Quran
14:30	Shotter Shondhane
15:45	Hamara Aaqa: A children's discussion programme shedding light on the character of the Holy Prophet Muhammad (saw).
16:20	Friday Sermon [R]
17:30	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:25	Real Talk
19:30	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
20:25	Deeni-O-Fiqahi Masail: A discussion programme on issues related to Ramadhan.
21:00	Friday Sermon [R]
22:15	Rah-e-Huda
23:50	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.

Saturday July 5, 2014

00:45	World News
01:15	Dars-ul-Quran
02:30	Friday Sermon: Recorded on July 4, 2014.
03:35	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
04:25	Rah-e-Huda
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
07:05	Al-Tarteel: An English programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
07:35	Seerat-un-Nabi
08:05	International Jama'at News
08:35	Story Time: A children's programme featuring Islamic stories, teaching various aspects of religious and moral values.
08:55	Ramadhan Question And Answer
09:50	Indonesian Service
11:00	Dars-ul-Quran: Recorded on January 6, 1998
13:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
13:30	Al-Tarteel
14:00	Bangla Shomprochar
15:00	Ramadhan Question And Answer
16:00	Live Rah-e-Huda: A live interactive talk show answering questions about the beliefs of the Ahmadiyya Muslim Community, thus rectifying misconceptions.
17:35	Al-Tarteel
18:05	World News
18:25	Ramadhan Question And Answer
19:20	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
20:30	International Jama'at News
21:00	Dars-ul-Quran [R]
22:30	Story Time
23:00	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.

Sunday July 6, 2014

00:00	World News
00:30	Dars-ul-Quran
02:00	Ramadhan Question And Answer
03:30	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
04:25	Friday Sermon: Recorded on July 4, 2014.
05:30	Seerat-un-Nabi
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
07:00	Yassarnal Quran: A children's programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
07:35	Faith Matters: A contemporary and informative English question and answer programme exploring various matters relating to faith and religion.
08:45	MTA Variety
09:55	Indonesian Service
11:00	Dars-ul-Quran: Recorded on January 7, 1998.
12:45	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
13:00	Friday Sermon: Recorded on July 4, 2014.
14:10	Shotter Shondhane
15:10	MTA Variety
16:20	Ramadhan Discussion
16:50	Kids Time: An educational program for children discussing various prayers, hadith and general Islamic knowledge.
17:20	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:30	Seminar Seerat-un-Nabi
19:30	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
20:35	Roots To Branches
21:00	Dars-ul-Quran [R]
22:15	Friday Sermon
23:30	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.

Monday July 7, 2014

00:35	World News
01:05	Dars-ul-Quran
02:30	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
03:30	Roots To Branches
03:55	Real Talk
04:55	MTA Variety
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
07:20	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
07:35	Al-Tarteel: An English programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
08:05	International Jama'at News
08:40	Blessings And Importance Of Ramadhan
09:25	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
09:45	Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon delivered on September 26, 2008.
11:00	Dars-ul-Quran: Recorded on January 8, 1998.
12:05	Seerat-un-Nabi
12:35	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
13:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
13:35	Al-Tarteel
14:05	Bangla Shomprochar
15:05	Blessings And Importance Of Ramadhan
16:00	Rah-e-Huda
17:35	Al-Tarteel
18:05	World News
18:25	Kids Time: An educational program for children discussing various prayers, hadith and general Islamic knowledge.
18:55	Seerat-un-Nabi
19:20	Tilawat
20:22	Blessings And Importance Of Ramadhan
21:05	Dars-ul-Quran
22:10	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
22:25	Malayalam Service
23:00	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.

Tuesday July 8, 2014

00:05	World News
00:30	Dars-ul-Quran
01:35	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
02:50	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
03:40	Friday Sermon: Recorded on September 26, 2008.
04:45	Blessings And Importance Of Ramadhan
05:30	Seerat-un-Nabi
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
07:15	Yassarnal Quran: A children's programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
07:35	Real Talk
08:35	Quran Quiz: An informative quiz programme about the Holy Quran.
09:45	Indonesian Service
11:00	Dars-ul-Quran: Recorded on January 9, 1998.
12:15	Alif Urdu: A series of an educational program for teaching the Urdu language.
13:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
13:30	Yassarnal Quran
14:00	Bangla Shomprochar
15:00	As-Sayyam: A Ramadan programme about the Islamic holy month of fasting.
15:35	Spanish Service
16:00	Press Point
17:35	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:20	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on July 4, 2014.
19:25	Tilawat: Recitation of the Holy Qur'an.
20:30	Noor-e- Mustafwi
20:45	Dars-ul-Quran
21:55	Press Point
23:30	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.

Wednesday July 9, 2014

00:00	World News
00:40	Dars-ul-Quran
02:05	Noor-e- Mustafwi
02:30	Tilawat: Recitation of the Holy Qur'an.
03:10	Press Point
04:50	Alif Urdu
05:25	As-Sayyam
06:00	Tilawat & Ramadhan Dars-e-Hadith
07:15	Al-Tarteel: Learning the correct pronunciation of the Holy Quran.
07:45	MTA Variety
08:45	Real Talk
09:45	Indonesian Service
11:00	Dars-ul-Quran: Recorder on 11 January, 1998.
13:00	Tilawat: Recitation of the Holy Qur'an.
13:30	Al-Tarteel
15:00	Deeni-O-Fiqahi Masail
16:40	Faith Matters: A contemporary and informative English question and answer programme exploring various matters relating to faith and religion.
17:30	Al-Tarteel
18:00	World News
18:20	Seerat-e-Rasool
19:30	Tilawat: Recitation of the Holy Qur'an.
20:30	Fiqahi Masail: A discussion programme on issues related to Islamic jurisprudence.
21:00	Dars-ul-Quran: Recorded 11 January, 1998.
23:00	Tilawat: Recitation of the Holy Qur'an.
00:00	World News

Thursday July 10, 2014

00:25	Dars-ul-Quran: Recorded 11 January, 1998.
02:00	Seerat-e-Rasool
02:50	Tilawat: Recitation of the Holy Qur'an.
03:30	MTA Variety
04:45	Fiqahi Masail
05:15	Faith Matters
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
07:00	Yassarnal Quran: A children's programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
07:30	Beacon Of Truth
08:35	Seminar Seerat-un-Nabi
09:45	Indonesian Service
11:00	Dars-ul-Quran: Recorded on January 12, 1998.
12:30	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
12:55	Yassarnal Quran
13:20	Chef's Corner
14:00	Friday Sermon: Recorded on July 4, 2014.
15:00	Ramadhan Fiqah Ki Roshni Mein
15:55	Maseer-E-Shahindgan: A Persian programme
16:30	Faith Matters
17:35	Yassarnal Qur'an
18:00	World News
18:20	Seminar Seerat-un-Nabi
19:25	Tilawat: Recitation of the Holy Qur'an.
20:25	Chef's Corner: A series of culinary programmes teaching how to prepare a variety of dishes.
21:00	Dars-ul-Quran: Recorded on January 12, 1998.
22:15	Ramadhan Fiqah Ki Roshni Mein
23:00	Tilawat: Recitation of the Holy Qur'an.

****Please note MTA2 will be showing French & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).***

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 21 Friday 27 June, 2014 Issue No. 26

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ جرمنی 2014ء

تقریب آمین۔خطبہ جمعہ۔انفرادی وفیملی ملاقاتیں۔جرمنی کے مختلف علاقوں سے آنے والے سینکڑوں احباب نے اپنے پیارے آقا سے ذاتی ملاقات کا شرف حاصل کیا اور برکتوں سے فیضیاب ہوئے

فرید برگ میں حضور انور کا ورود مسعود اور والہانہ استقبال۔مسجد دارالامان (فرید برگ) کی افتتاحی تقریب۔مختلف معزز مہمانوں کے ایڈریسز۔ مسجد کی تعمیر پر مبارکباد اور افراد جماعت کی مذہبی رواداری اور ملکی بہبود کے کاموں میں بھرپور شرکت پر خراج تحسین۔

❁...... اس مسجد کا نام مسجد دارالامان رکھا گیا ہے۔یہ مسجد اس علاقے کے لوگوں کے لئے، ہر شخص کے لئے چاہے وہ کسی بھی مذہب وملّت کا ہے، چاہے وہ مذہب پر یقین رکھتا ہے یا نہیں، امن اور سلامتی اور تحفظ کی ضمانت ہے۔

❁...... ہمارا فرض ہے کہ جب ہم اللہ تعالیٰ کی خاطر ایک مسجد بناتے ہیں، یہاں جمع ہوتے ہیں اور اُس خدا کی عبادت کرنے والے ہیں، تو اس کی مخلوق سے بھی ہم پیار کریں۔

❁...... عبادت کے ساتھ ساتھ امن اور سلامتی کا یہ پیغام ہے جو ہم نے پھیلانا ہے اور پھیلاتے ہیں اور خدمت انسانیت کے کام بھی ہم دنیا میں کر رہے ہیں۔

———— (مسجد دارالامان فرید برگ (جرمنی) کے افتتاح کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ کا خطاب)

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

5 جون 2014ء بروز بدھ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح چار بجکر بیس منٹ پر تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دفتری ڈاک، خطوط دنیا کے مختلف ممالک سے موصول ہونے والی فیکسز اور رپورٹس ملاحظہ فرمائیں اور ہدایات سے نواز اور مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروفیت رہی۔

دوپہر دو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لاکر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی قیامگاہ پر تشریف لے گئے۔

پچھلے پہر بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف نوعیت کے دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

پروگرام کے مطابق ساڑھے چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملی ملاقاتیں شروع ہوئی۔

انفرادی وفیملی ملاقاتیں

آج پروگرام کے مطابق 40 فیملیز کے 141/افراد اور 53 افراد نے انفرادی طور پر یعنی کُل 194/افراد نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔ملاقات کا شرف پانے والوں میں فرانکفرٹ کی جماعت سے آنے والی فیملیز اور احباب کے علاوہ دوسری مختلف جماعتوں Limburg, Bad Kreuznach, Ludwigshafen, Olpe, Mannheim, Calw, Ellwangen, Herford, Paderborn, Trier, Frankenthal, Goddelau, Iserlohn, Bad Soden, Nidda, Rodgau, Nauheim, Wetter, Borken، گراس کیراؤ، کاسل، سٹٹ گارڈ، ویزبادن، ناصر باغ، برخسال، اوسنابروک اور ڈارمسٹڈ سے آنے والی فیملیز اور احباب شامل تھے۔مجموعی طور پر جرمنی کی 58 جماعتوں سے یہ احباب آئے۔ان سبھی فیملیز اور احباب نے اپنے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف بھی پایا اور چند ساعتیں اپنے آقا کے قرب میں گزاریں۔ہر ایک ان بابرکت لمحات سے برکتیں سمیٹتے ہوئے باہر آیا۔بیماروں نے اپنی صحتیابی کے لئے دعائیں حاصل کیں اور مختلف پریشانیوں اور مسائل میں گھرے ہوئے لوگوں نے اپنی تکالیف دُور ہونے کے لئے دعا کی درخواستیں کیں اور تسکین قلب پا کر مسکراتے ہوئے چہروں کے ساتھ باہر نکلے۔

بعضوں نے اپنے مختلف معاملات کے حوالہ سے رہنمائی حاصل کی۔طلباء و طالبات نے تعلیمی میدان میں کامیابی کے لئے اپنے پیارے آقا سے دعائیں حاصل کیں۔غرض ہر ایک نے اپنے محبوب آقا کی دعاؤں سے حصہ پایا اور اُن کی تکالیف اور پریشانیاں راحت وسکون اور اطمینان قلب میں بدل گئیں۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے بڑے بچوں اور بچیوں کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام ساڑھے آٹھ بجے تک جاری رہا۔بعد ازاں نو بج کر پچیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد کے ہال میں تشریف لائے جہاں پروگرام کے مطابق تقریب آمین ہوئی۔

تقریب آمین

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل 25 خوش نصیب بچوں اور بچیوں سے قرآن کریم کی ایک ایک آیت سنی اور آخر پر دعا کروائی۔

ان بچوں اور بچیوں کے نام یہ ہیں:

عزیزم ولید احمد، فاروق احمد، باسل احمد، مصطفیٰ چیمہ، عاصم سمیر ناز، احمد تنزیل رضا، نعمان مبشر، تبارک احمد، جاذب احمد خلیل، دانیال احمد چوہدری، انصر احمد، میکائیل عدنان کلیم، مسرور سرمد احمد، عزیز شیراز، منیب احمد، یاسر احمد۔

عزیزہ سبیکہ مسکان، سبیکہ رائے، تاشفہ کریم، خولہ ملک، نائلہ سلامت شیخ، نعیمہ اشرف، ایمن فاطمہ نون، ماورا طارق، جاذبہ حامد۔

تقریب آمین کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

....

6 جون 2014ء بروز بدھ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح چار بجکر بیس منٹ پر تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک اور رپورٹس ملاحظہ فرمائیں اور ہدایات سے نوازا اور مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروفیت رہی۔

خطبہ جمعہ

آج نماز جمعہ کی ادائیگی کا انتظام بیت السبوح فرانکفرٹ سے پانچ منٹ کی مسافت پر ’’Sport & Recreation Centre Kalbach‘‘ میں کیا گیا تھا۔ یہ ایک وسیع وعریض کمپلیکس ہے اور ایک بہت بڑا ہال ہے جس کے درمیان میں پردہ لگا کر ایک حصہ مردوں کے لئے اور دوسرا حصہ خواتین کے لئے مخصوص کیا گیا تھا۔اس ہال کے قریب ہی گاڑیوں کی پارکنگ کا انتظام کیا گیا تھا۔

نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے جرمنی کی مختلف جماعتوں سے احباب جماعت مرد وخواتین صبح سے ہی فرانکفرٹ پہنچنا شروع ہو گئے تھے۔فرانکفرٹ جماعت کے مختلف حلقوں اور اردگرد کے علاقوں اور جماعتوں سے بڑی تعداد میں احباب اپنے آقا کی اقتداء میں نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے پہنچے۔

اس کے علاوہ بعض دور کی جماعتوں اور شہروں سے

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں